ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
16
27 ربیع الثانی تا 3 جمادی الأولیٰ 1431ھ/ 13 تا 19 اپریل 2010ء

یہ ذلت و مسکنت کیوں؟

اللہ کو دو دو ٹکے والے ممبروں کی کثرتِ تعداد کی ضرورت نہیں، اس کو تو صرف اطاعت و وفاداری مطلوب ہے۔ اِس کے دین کا قیام محض 'نام لیواؤں' کے ذریعے نہیں ہو سکتا بلکہ ایمان و عمل صالح رکھنے والوں کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس آسمان کے نیچے دنیا میں دو، دو لاکھ کی تعداد رکھنے والی جماعتیں طوفان بپا کیے ہوئے ہیں، عین اسی آسمان کے نیچے ڈیڑھ ارب کی فوج (امت مسلمہ) ہر گوشۂ زمین پر مار کھا رہی ہے، آبروئیں لٹا رہی ہے، تذلیل و تحقیر کا نشانہ بن رہی ہے، گھروں سے بے گھر ہو رہی ہے، قانون اور لاقانونی سے کچلی جا رہی ہے، روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کے لیے ایمان اور ضمیر بیچتی پھرتی ہے، شکستوں پر شکستیں کھا رہی ہے بلکہ یوں کہیے کہ جینے کے اور سارے جتن کر رہی ہے، لیکن ایک نہیں کر رہی تو صرف خدا سے وفاداری کو بحال کرنے کا اہتمام نہیں کر رہی! ہم بالفرض ڈیڑھ ارب نہ ہوتے، ڈیڑھ کروڑ ہوتے، ڈیڑھ لاکھ ہی ہوتے، لیکن اپنے معاہدے پر قائم، اس کی شرائط کے پابند، اپنے مقصدِ وجود کے فدائی، اپنے نصب العین کے لیے سرگرم، اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے اعتصام بحبل اللہ سے منظم ہوتے، تو ہم دنیا میں تہلکہ مچا رکھنے کے لیے کافی ہوتے۔ پھر ہماری عزت، ہماری حفاظت، ہماری فتح اور ہماری کامیابی کا ضامن خود حکمرانِ کائنات ہوتا اور اس کی کائنات کی پوری محسوس اور غیر محسوس قوتیں ہمارے ساتھ ہوتیں۔ خدا کا اور خدا کے دین کا نام لیوا بن کر، اس کی حکومت کو تسلیم کر کے اور اس کی نوکری کا جوا گردن پر رکھ لینے کے بعد پھر اس سے مذاق کرنا اور اس کے احکام کو ٹھکرانا اور اس کے دیئے ہوئے نظامِ زندگی سے انحراف کرنا وہ خوف ناک جرم ہے، جو 'ضالین' کی سطح سے بھی گرا کر 'مغضوب علیھم' کے گڑھے میں جا گراتا ہے۔ اس قسم کی کھلی بغاوتوں کا انجام ہمیشہ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کی صورت میں رُونما ہوتا ہے۔ خدا ہم سب کو اس سے بچنے کی توفیق دے۔

نعیم صدیقی

اس شمارے میں

جب تک نہ ہو بہار میں سارا چمن شریک
انسان کی کوتاہ نظری
سب پر بھاری، اتنا بھاری
اسلامی اخوت کا رشتہ
نائن الیون: ہائی جیکر امریکی ایجنٹ تھے
بڑے ہو کر کیا بنو گے؟
کیا اقبال نے یہی خواب دیکھا تھا؟
آب زم زم پر نئی تحقیق
تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

سورۃ الانفال

(آیات: 47 تا 49)

الھدیٰ (415)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٤٧﴾ وَاِذْ
زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ
اِنِّيْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٤٨﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٩﴾﴾

''اور اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لئے) اور لوگوں کو دکھانے کے لیے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور جو اعمال یہ کرتے ہیں اللہ ان پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اور جب شیطان نے ان کے اعمال ان کو آراستہ کر دکھائے اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا رفیق ہوں (لیکن) جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوئیں تو پسپا ہو کر چل دیا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ مجھے تو اللہ سے ڈر لگتا ہے اور اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے۔ اس وقت منافق اور (کافر) جن کے دلوں میں مرض تھا، کہتے تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے مغرور کر رکھا ہے اور جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

کفار کا لشکر جب مکہ سے نکلا تو بڑی آن بان اور ڈھول ڈھمکے کے ساتھ نکلا۔ اُن کا خیال تھا کہ فتح یقیناً ہماری ہوگی، اور آج ہم مسلمانوں کو کچل کر رکھ دیں گے۔ یہاں اُن کے اس انداز کو بُرا جانتے ہوئے مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ کبھی تم اُن لوگوں کی مانند نہ ہو جانا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے نکلتے تھے اور وہ لوگوں کو اپنی کروفر دکھا رہے تھے، حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ وہ اللہ کے راستے سے روک رہے تھے۔ وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اُس کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اُن کی کوئی بھی تدبیر اللہ کے قابو سے باہر نہ تھی۔

اور وہ منظر ایسا تھا کہ شیطان اُنہیں اُن کے اعمال مزین کر کے دکھا رہا تھا اور اس نے اُن کے کان میں یہ پھونک ماردی تھی اور یہ وسوسہ ڈال دیا تھا کہ آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔ اس لیے کہ آج تم بڑی تعداد میں ہو، تمہارے پاس سامان جنگ بھی بہت ہے اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ جنگ سے پہلے تو شیطان کفار کو ورغلاتا رہا لیکن جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو وہ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے مڑ گیا اور کہنے لگا میں تم سے لاتعلق ہوں۔ میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے۔ ابلیس ناری مخلوق ہے اور فرشتے نوری مخلوق۔ نور اور نار میں بڑا قرب ہے۔ اسی لیے عزازیل کو فرشتے نظر آ رہے تھے، لہٰذا کہنے لگا کہ مجھے اللہ کا خوف لاحق ہے اور اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

ادھر مدینہ میں یہ حال تھا کہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا، یہ کہہ رہے تھے کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے بالکل دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ ان کے دماغ خراب ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں کو اپنے نفع ونقصان کا ذرا بھی خیال نہیں۔ ہم تو پہلے ہی انہیں بے وقوف سمجھتے تھے اور اب تو بالکل ہی معلوم ہو گیا کہ وہ عقل مند نہیں ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ انہیں کیا معلوم کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکل کرے، اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، اس لیے کہ اُس کے ساتھ اللہ کی ہستی ہوتی ہے جو زبردست اور حکمت والا ہے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

احکام الٰہی پر عمل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّكُمْ فِیْ زَمَانٍ مَنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا اُمِرَ بِهٖ هَلَكَ، ثُمَّ يَاْتِیْ زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ بِعُشْرِ مَا اُمِرَ بِهٖ نَجَا)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کرامؓ سے) فرمایا: ''تم اِس وقت ایسے زمانے میں ہو کہ جو کوئی اِس زمانے میں احکام الٰہی کے (بڑے حصہ پر عمل کرے، صرف) دسویں حصہ پر عمل ترک کر دے تو وہ ہلاک ہو جائے گا (اس کی خیریت نہیں) اور بعد میں ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ جو کوئی اُس زمانہ میں احکام الٰہی کے صرف دسویں حصہ پر عمل کر لے تو وہ نجات کا مستحق ہوگا۔''

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 19 — شمارہ 16
27 ربیع الثانی تا 3 جمادی الاولیٰ 1431ھ
13 تا 19 اپریل 2010ء

بانی: **اقتدار احمد مرحوم**
مدیر مسئول: **حافظ عاکف سعید**
نائب مدیر: **محبوب الحق عاجز**

مجلس ادارت
ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد **طابع**: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

محبوب الحق عاجز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب تک نہ ہو بہار میں سارا چمن شریک

سیاسی جماعتوں کے اتفاق رائے سے اٹھارہویں ترمیم کے مسودے پر مشتمل آئینی پیکج کی، جسے 2 اپریل کو پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا تھا، بحث و مباحثہ کے بعد قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر منظوری دے دی ہے۔ ترمیم کے بل پر سیاسی جماعتوں کے اتفاق کو ایک اہم سنگ میل اور تاریخی موقع قرار دیا جا رہا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ لسانی اختلافات کی دلدل میں پھنسی، صوبائی تعصبات کے اندھیروں میں گم، سیاسی کشیدگی اور گروہی مفادات کے طوفانوں میں گھری ہوئی قوم کے سیاستدان ایک اہم آئینی معاملے پر متفق ہوئے ہیں۔

اٹھارہویں ترمیم جو 1973ء کے آئین میں ہماری تاریخ کی سب سے بڑی ترمیم ہے اور سو سے زائد ترامیم پر مشتمل ہے، اس میں بعض اہم امور شامل کیے گئے ہیں۔ اس میں صوبائی خود مختاری کو یقینی بنانے کے لیے کئی سفارشات کی گئی ہیں۔ کنکرنٹ لسٹ کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ وفاقی اور صوبائی کابینہ کے ارکان کی تعداد بالترتیب پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کی تعداد کا گیارہ فی صد کی گئی ہے، جس سے کابینہ کا حجم کسی قدر کم ہو سکے گا۔ آرٹیکل 58-2B کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہے، جس سے قومی اسمبلی پر صدر کی طرف سے لٹکتی تلوار کا خطرہ ٹل جائے گا۔ صدر کی جانب سے وزیر اعظم کو اختیارات کی منتقلی بھی پارلیمانی تقاضا تھا، جسے پورا کیا گیا ہے، اگرچہ بعض ناقدین کے خیال میں ایسا کرتے وقت 1973ء کے آئین کے اُس نقص کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، جس کے تحت وزیر اعظم کے سول اور ملٹری بیوروکریسی، اہم سرکاری اداروں، خود مختار اور نیم خود مختار محکموں میں تقرریاں کرنے کے اختیار پر پارلیمانی چیک نہیں رکھا گیا، جیسا کہ ترقی یافتہ ممالک میں پارلیمانی نگرانی اور اداراتی میکنزم رکھا جاتا ہے، جس سے کرپشن کے کلچر کی مزید حوصلہ افزائی ہوگی۔ مزید برآں ججوں کے تقرر کے لیے عدالتی کمیشن کے قیام، صوبہ سرحد کے نام کی تبدیلی، دو سے زائد مرتبہ وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ بننے پر پابندی کے خاتمے کو بھی ترمیمی بل کا حصہ بنایا گیا ہے۔

نئی ترمیم میں پرویز مشرف دور کی سترھویں ترمیم کی ایسی متعدد متنازع شقوں کو برقرار رکھا گیا ہے، جن کا خاتمہ ضروری تھا۔ ان میں خواتین اور اقلیتوں کی نشستیں، قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کی تعداد اور اقلیتوں کے لیے مخلوط طریقہ انتخاب وغیرہ سرفہرست ہیں۔ پرویز مشرف نے اپنے دور حکومت میں عالمی ایجنڈے کے تحت اسمبلیوں میں خواتین کی 33 فی صد نشستوں کا مخصوص کوٹہ مقرر کیا۔ حالانکہ یہ کوٹہ خود مغربی ممالک میں نہیں ہے جو حقوق خواتین کے چیمپئن کہلاتے ہیں۔ بھارت میں بھی خواتین کا انتہائی محدود کوٹہ ہے جو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے۔ پھر اسلام کے نام پر قائم ملک میں عوامی نمائندگی کے اداروں میں خواتین کی اتنی بھاری تعداد کو تقدس کا درجہ کیوں دیا جا رہا ہے؟ صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں اقلیتوں کے لیے جداگانہ انتخاب کا طریق کار رائج تھا۔ پرویز مشرف نے سیکولر ذہنیت کے تحت اسے ختم کر کے مخلوط طریقہ انتخاب رائج کیا اور اس طرح غیر مسلموں کو یہ موقع فراہم کیا کہ کوئی بھی ہندو، عیسائی، یہودی اور قادیانی مسلمانوں کے ووٹوں سے منتخب ہو سکتا ہے۔ مزید ستم ظریفی یہ ہوئی کہ اس کے ساتھ اقلیتوں کی مخصوص نشستیں بھی رکھی گئیں۔ یہ شق سراسر غلط ہے، اسے ختم کیا جانا چاہیے تھا۔ آئینی کمیٹی میں جماعت اسلامی کی نمائندگی کرتے ہوئے پروفیسر خورشید احمد نے اپنے اختلافی نوٹ میں بجا طور پر لکھا ہے کہ 12 اکتوبر 1999ء کو آئین میں اقلیتوں کے لیے جداگانہ طریق انتخاب دیا گیا تھا، لیکن اقلیتوں کے اصرار پر اس میں تبدیلی کر دی گئی، کیونکہ وہ مخلوط طریق انتخاب چاہتے تھے، لیکن جب ایک مرتبہ یہ اصول تسلیم کر لیا گیا تو پھر مخصوص نشستوں کی بنیاد پر اقلیتوں کی علیحدہ نمائندگی کا کوئی جواز نہیں۔ اسی طرح سابق آمر نے قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کی تعداد میں اضافہ کر کے قومی خزانے پر ناروا بوجھ ڈالا۔ قومی اسمبلی

کی نشستیں 216 سے بڑھا کر 342 کر دیں۔ حالانکہ ایک ایسے ملک میں جہاں عوامی نمائندے کرپشن کے سرطان میں مبتلا ہوں، جہاں اختیارات کا بے جا استعمال ہوتا ہو، جہاں عیاشی کا یہ حال ہو کہ غربت وافلاس زدہ ملک کے اعلیٰ ترین منصب (صدارت) پر فائز شخص اپنے ایوان کی محض آرائش پر سات کروڑ روپے اُڑا لے، وہاں ارکان اسمبلی کی تعداد بالخصوص کم سے کم اور محدود سے محدود تر کی جانی چاہیے۔ ایسے ماحول میں عوامی نمائندوں کا جمِ غفیر ملکی وسائل اور عوامی خزانے پر ایسا ناروا بوجھ ہے، جسے قوم مزید نہیں سہار سکتی۔ اس معاملے سے اغماض نہیں برتا جانا چاہیے تھا۔

اٹھارہویں ترمیم کا نہایت افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس میں 1973ء کے آئین کی روح اور ملک کے اساسی نظریے کی جانب ایک قدم بھی نہیں اُٹھایا گیا بلکہ اسلامی شقوں کو خارج کرنے کی بھی پوری کوشش کی گئی۔ اس کوشش میں اے این پی اور ایم کیو ایم سرفہرست ہیں۔ اے این پی نے تو ایسا نہ کرنے پر اختلافی نوٹ لکھا ہے، جس میں قراردادِ مقاصد کے خاتمے اور سربراہ مملکت کے لیے مسلمان ہونے کی شرط کے خاتمے کی بات کہی گئی ہے۔ یہ طرزِ عمل اسلامی تشخص کو ختم کرنے کی نہایت پست سوچ کا آئینہ دار ہے، جو انتہائی قابل مذمت ہے۔ اسلام اور پاکستان لازم وملزوم ہیں۔ 1973ء کے آئین میں صاف طور پر درج ہے کہ اسلام پاکستان کا سپریم لاء ہوگا اور پاکستان میں قرآن وسنت کی روشنی میں ہر قسم کی قانون سازی ہوگی، جبکہ موجودہ ملکی قوانین کا جائزہ لے کر خلاف شریعت دفعات کا خاتمہ کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل عمل میں لائی گئی، جس نے تقریباً تمام ملکی قوانین کا جائزہ لے کر ملک میں اسلامی قانون سازی کے لیے اپنی سفارشات پارلیمنٹ میں جمع کروائی ہوئی ہیں، لیکن اِن کی جانب تاحال کسی نے توجہ نہیں دی۔ اٹھارہویں ترمیم کے تحت آئین میں 102 ذیلی ترامیم کی گئی ہیں، لیکن حیرت انگیز طور پر اس میں اسلامی قانون سازی سے متعلق سفارشات کا کوئی تذکرہ ہی نہیں کیا گیا۔ موجودہ آئین میں آمرانہ دور کی ترامیم سے ہمارا سیاسی نظام پارلیمانی اور صدارتی نظام کا ملغوبہ بن گیا، یہ چیز ایک عرصے سے محسوس کی جارہی تھی۔ لہٰذا اس کی درستی کے لیے تو اختیارات کی صدر مملکت سے وزیر اعظم کو منتقلی کا پورا اہتمام کیا گیا۔ اسی طرح صوبوں اور وفاق کے اختیارات میں توازن اور صوبائی خودمختاری کی ضرورت کے تحت صوبوں کو مزید بااختیار بھی بنایا گیا، مگر ہمارا آئین، جس میں قراردادِ مقاصد اور قرآن وسنت کی بالادستی کی دفعات کی وجہ سے اسلامی نظام کی بنیاد موجود ہے، مگر بعض دوسری دفعات نے اس کی نظریاتی شناخت کو غیر مؤثر اور دورنگی کا شاہکار بنا دیا ہے، اس کی اصلاح کی عوامی نمائندوں نے چنداں ضرورت محسوس نہیں کی، حالانکہ یہ بنیادی تقاضا ہے کہ آئینی دورنگی کو ختم کیا جائے۔ ایسا کرنے سے نہ صرف اسلامی دفعات مؤثر اور ہماری نظریاتی اساس مستحکم ہوگی، بلکہ ایک واضح سمت میں ہماری پیش قدمی کی راہ بھی ہموار ہو جائے گی۔ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے بارہا حکمرانوں کی توجہ آئینی چور دروازوں کو بند کرنے کی جانب مبذول کروائی گئی، مگر اب تک کسی نے بھی اس معاملے میں سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ہم ان سطور کے ذریعے اٹھارہویں ترمیم کے اس موقع پر ایک مرتبہ پھر تمام دینی و سیاسی جماعتوں کے اراکین پارلیمنٹ اور مقتدر سیاسی قوتوں کو یاد دلاتے ہیں کہ یہ ملک جس اساسی نظریے پر حاصل کیا گیا تھا، خدارا اس کی جانب پیش قدمی کیجیے۔ اپنا رُخ واشنگٹن سے پھیر کر مکہ مکرمہ کی طرف کیجیے۔ مغرب کی بے خدا جمہوریت کی بجائے ملک کو اسلامی نظام، جس کا جلی عنوان خلافت ہے، کا رول ماڈل بنائیے، تاکہ حق و انصاف پر مبنی نظام زندگی کی برکات کا ظہور ہو۔ یہی واحد راستہ ہے، جس پر چلنے سے ہمیں مصائب وآلام سے چھٹکارا مل سکتا ہے اور ملک کی ہچکولے کھاتی نیا ساحل مراد سے ہم کنار ہو سکتی ہے۔ اسی سے ہم داخلی اضطراب اور خارجی دباؤ کا مقابلہ کر کے ایک خوشحال، باوقار اور خودمختار مسلمان قوم کے طور پر دنیا میں اپنا تاریخی کردار ادا کر سکتے ہیں اور آخرت میں بھی سرخرو ہو سکتے ہیں۔ دستور پاکستان کو مؤثر ہونے کی راہ میں حائل چور دروازوں کو بند کرنے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ دستور میں ترمیم کے ذریعے

1۔ قراردادِ مقاصد (دفعہ 2۔الف) کو پورے دستور پر حاوی قرار دیا جائے!
2۔ دفعہ 227 کو دفعہ 2۔ب کی حیثیت سے قراردادِ مقاصد سے ملحق کر دیا جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کو ختم کر دیا جائے!
3۔ البتہ فیڈرل شریعت کورٹ کو زیادہ مستحکم کیا جائے اور اس کے لیے: (i) اس کے دائرہ کار پر عائد جملہ تحدیدات کو ختم کر دیا جائے! (ii) اس کے کئی بنچ تشکیل دیئے جائیں اور اس مقصد کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل میں شامل جید علماء کرام کی خدمات حاصل کی جائیں! (iii) اس کے جج صاحبان کی شرائط ملازمت اور مراعات ہائی کورٹ کے ججوں کے مساوی کی جائیں!

تاکہ اسلامی نظام کے قیام اور شریعت کے نفاذ کا عمل ہموار اور تدریجی طور پر آگے بڑھ سکے۔

واضح رہے کہ اس وقت پاکستان کے وجود کو جو داخلی اور خارجی خطرات اور خدشات لاحق ہیں، ان کے لیے ہمیں اللہ کی مدد کی شدید ضرورت ہے۔ اور ان شاء اللہ العزیز پاکستان کے عوام کی انفرادی ’’توبہ‘‘ کے ساتھ ساتھ جس کے لیے تحریک خلافت پاکستان اور تنظیم اسلامی کوشاں ہیں، اس دستوری اور آئینی ’’توبہ‘‘ اور مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت لازماً ہمارے شامل حال ہو جائے گی۔ اس سے بھارت کے ساتھ تعلقات کی بحالی اور دوستی اور محبت کی پینگیں بڑھانے سے پاکستان کے وجود کے لیے کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔ اور اس طرح ملت اسلامیہ پاکستان پر سے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے مانند عذابِ الٰہی کے بادل چھٹ جائیں گے!

ہمیں یہ حقیقت ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ ہمارا اصل مسئلہ اختیارات کی افراد، اداروں یا وفاق یا صوبوں کو منتقلی نہیں، کہ اس کے حل کرنے سے ہمارے دن پھر جائیں گے، روٹی، کپڑا اور مکان کا مسئلہ حل ہو جائے گا، عدل وانصاف میسر آ جائے گا، شورشیں تھم جائیں گی، تعصبات مٹ جائیں گے، اضطراب اور بے چینی ختم ہو جائے گی۔ ہمارا اصل مسئلہ انگریز کا چھوڑا ہوا فرسودہ نظام ہے، جس نے قوم کو حاکم اور محکوم میں، جابر اور مقہور میں اور ظالم اور مظلوم طبقات میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اِس استحصالی نظام کا قلادہ اپنی گردنوں سے اتار کر اُس شاندار اسلامی نظام کے قیام کے لیے آگے بڑھیں، جس کی روشنی امراء کے عشرت کدوں اور غریب کی جھونپڑی کو یکساں طور پر منور کرتی ہے، جس میں وسائل پر پوری قوم کا حق مانا جاتا ہے، جس میں سماجی مساوات آقا وبندہ کی تمیز مٹا دیتی ہے۔ جب تک یہ نظام نہیں آ جاتا عوام خوشحال نہیں ہو سکتے ؎

جب تک نہ ہو بہار میں سارا چمن شریک
اُس وقت تک گلوں پہ تبسم حرام ہے!

❁❁❁

انسان کی کوتاہ نظری

قرآن کہتا ہے کہ ''انسان بھلائی کی دعائیں کرتا کرتا تو تھکتا نہیں اور اگر تکلیف پہنچ جاتی ہے تو ناامید ہو جاتا ہے اور آس توڑ بیٹھتا ہے۔''

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 2 اپریل 2010ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ القلم کی آیات 34 تا 45 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! گزشتہ جمعہ میں نے سورۃ القلم کی آیات 17 تا 33 میں مذکور ''باغ والوں'' کے قصے کے حوالے سے گفتگو کی تھی۔ ظاہر ہے، قرآن مجید جب کوئی قصہ بیان کرتا ہے تو اِس سے مدّعا محض قصہ گوئی نہیں ہوتی، اصل مقصد سبق آموزی ہوتا ہے، اس کے ذریعے لوگوں کو ایک پیغام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ''باغ والوں'' کے قصہ کے حوالے سے جو بات سمجھائی گئی، وہ یہ ہے کہ انسان کو دنیا میں جو کچھ بھی ملتا ہے، وہ اللہ کی عطا ہوتی ہے، اور یہ اُس کے امتحان کے لیے ہوتا ہے۔ یہ دنیا امتحان و آزمائش ہی کے لیے ہے۔ دنیا کی زندگی ہماری اصل اور کل زندگی نہیں ہے۔ اصل زندگی وہ ہے جس کا دروازہ موت کے بعد کھلے گا۔ ہمارا سفرِ حیات بہت طویل ہے۔ لیکن ہم کوتاہ نظر ہیں، جس کی وجہ سے اس حیات چند روزہ کو ہی کل زندگی سمجھ بیٹھتے ہیں۔ قبر کے کتبے پر لکھا ہوتا ہے، فلاں صاحب کی عمر اتنے سال ہے۔ وہ فلاں سن کو پیدا ہوئے اور فلاں کو وفات پائی۔ معلوم ہوا، ہم پیدائش اور وفات کے درمیانی عرصہ کو کل زندگی خیال کرتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس عرصہ میں جس کو زیادہ مل گیا، اُس کی بڑی عزت افزائی ہوگئی۔ اُسے وہ بڑا خوش قسمت کہا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی مال و دولت سے محروم رہ گیا تو بالعموم یہی خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بڑا بدنصیب ہے۔ اس کی زندگی بہت خراب ہے۔ یہ اندازِ فکر درحقیقت دنیا کو کل زندگی سمجھنے کا نتیجہ ہے۔

ہمارا دین یہ حقیقت ہمارے ذہنوں میں بٹھانا چاہتا ہے کہ زندگی یہی چند روزہ نہیں ہے، یہ تو زندگی کا ایک وقفہ ہے۔ یہ طویل سفرِ حیات کا ایک مرحلہ ہے، جس سے مقصود ہماری ابتلا و آزمائش ہے۔ ہماری زندگی کا آغاز تو بہت پہلے عالم امر میں عہدِ الست سے ہوا تھا، جب ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد بندگی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں'' اس پر تمام انسانی اَرواح نے کہا، ﴿قَالُوْا بَلٰی﴾ سب بولے، کیوں نہیں (اے اللہ تو ہی ہمارا رب ہے۔ دنیا میں ہم تیری ہی بندگی کریں گے)۔ ہم پر پھر ہمیں بغرض امتحان دنیا میں بھیجا گیا۔ ہدایت و گمراہی واضح کردی گئی اور آزادی بھی دے دی گئی کہ یہاں ہم چاہیں تو ہدایت کا راستہ اپنائیں، صراطِ مستقیم پر چلیں اور چاہیں تو شیطان کے راستے کی پیروی کریں۔ ہم پر یہ بات بھی واضح کردی گئی کہ یہ زندگی وقفہ امتحان ہے۔ سورۃ الملک میں فرمایا گیا:

﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝﴾ (الملک)

''اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا، تاکہ تمہاری آزمائش کرے، کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے اور وہ زبردست (اور) بخشنے والا ہے۔''

> ''اسی (اللہ) نے موت اور زندگی کو پیدا کیا، تاکہ تمہاری آزمائش کرے، کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے'' (القرآن)

اللہ تعالیٰ نے موت و حیات کا یہ سلسلہ اس لیے پیدا کیا، تاکہ یہ دیکھے کہ ہم میں سے کون ہے جو عملوں کے اعتبار سے اچھا ہے۔ دنیا میں بھیج کر ہمیں آزمایا جارہا ہے۔ گویا یہاں ہم کمرۂ امتحان میں ہیں۔ ہمارے پاس محدود وقت ہے۔ جس میں ہم نے زندگی کا پرچہ حل کرنا ہے۔ پتہ ہی نہیں چلے گا، اچانک یہ وقت ختم ہو جائے گا، ظاہر، کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ نے اسے اتنے سال، اتنا عرصہ مہلت دی ہے۔ مہلت عمر کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اور جب وقت آج اجل آجائے گا تو اُسے کسی صورت نہیں ٹالا جاسکے گا۔ اُس وقت جب انسان کی حقیقت کی آنکھ کھل جائے گی تب اُسے پچھتاوا ہوگا کہ میں اپنی ابدی زندگی کے لیے نیک کمائی نہ کرسکا، اے کاش، مجھے کچھ اور وقت دے دیا جاتا، تھوڑی سی مہلت اور مل جاتی۔

﴿فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَاۗءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝﴾

''کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار، تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی، تاکہ میں خیرات کرلیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا۔ اور جب کسی کی موت آجاتی ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے خبردار ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے اپنے فرامین کے ذریعے نوعِ انسانی کو دنیا کی حقیقت سمجھائی ہے۔ آپؐ نے مختلف اسالیب سے دنیا کی حیثیت کو واضح فرمایا، تاکہ ہم حقیقت سے آگاہ ہو کر اپنی آخرت سنوارنے کی فکر کریں۔ یہ مال

دولت جس پر ہم فخر کرتے ہیں، صرف دنیا کے حقیر فائدے کی شے ہے، آخرت میں یہ ہمارے کسی کام نہیں آئے گا۔ ہمارا اصل سرمایہ وہ ہے جو ہم نیک اعمال کی صورت میں آگے بھیج دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: ”ابن آدم کہتا ہے کہ میرا مال میرا مال حالانکہ تمہارا صرف وہی ہے جو تم نے صدقہ یا خیرات کرکے جاری رکھا یا کھا کر فنا کردیا یا پہن کر پرانا کردیا۔“ (ترمذی شریف) باقی مال تو ورثاء کا ہے۔ آنکھ بند ہوتے ہی انہیں منتقل ہو جائے گا۔ اور انسان کو یہاں سے خالی ہاتھ جانا ہوگا۔ یہ مال و دولت تو آخرت میں وبال ثابت ہوگا۔ اس لیے کہ اس کی بابت باز پرس ہوگی کہ یہ کیسے کمایا اور اِسے کیسے خرچ کیا۔ ایک حدیث جو حضرت ابی برزہؓ سے مروی ہے، اُس میں آپؐ فرماتے ہیں، قیامت کے دن اللہ کی عدالت سے کوئی شخص ہٹ نہ سکے گا یہاں تک کہ اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے کہ 1۔ اس نے اپنی عمر کس کام میں کھپائی؟ 2۔ دین کے علم پر کہاں تک عمل کیا؟ 3۔ مال کہاں سے کمایا اور 4۔ اسے کہاں خرچ کیا؟ 5۔ اپنے جسم (اور جوانی) کو کس کام میں گھلایا۔

دنیا تو جائے امتحان ہے۔ یہاں انسان کو جو کچھ بھی ملتا ہے، امتحان کے لیے ملتا ہے۔ مگر انسان بالعموم اس حقیقت کو بھلا ڈالتا ہے۔ یہاں جس کو زیادہ مل جاتا ہے، وہ اُسے اپنی محنت اور پلاننگ کا نتیجہ سمجھتا ہے، اور جن کو محروم رکھا جاتا ہے، اُن کے بارے میں یہ خیال کرتا ہے کہ انہوں نے کوئی محنت اور کوئی پلاننگ نہیں کی، اس لیے جوتیاں چٹخاتے پھر رہے ہیں۔ سرمایہ دار یہ سمجھتا ہے کہ اگر لوگ معاشی طور پر تنگ دست ہیں تو یہ میری ذمہ داری نہیں کہ اپنے مال میں سے انہیں کچھ دوں اور اُن پر خرچ کروں، اپنی نالائقی کا نتیجہ یہ خود بھگتیں، مجھے تو اپنا بنک بیلنس اور اثاثے بڑھانے ہیں، دوسروں سے مجھے کوئی غرض نہیں۔ یہ سرمایہ دارانہ ذہنیت قارونیت کی علامت ہے، جو اکثر و بیشتر سرمایہ دار طبقے میں پیدا ہو جاتی ہے، جیسا کہ ”باغ والوں“ کے قصے میں دکھائی دیتی ہے۔ جب اِنہیں مال ملتا ہے تو فرعون بن جاتے ہیں۔ انہیں اس بات کا ذرا احساس نہیں ہوتا کہ وہ زندگی کی امتحان گاہ میں ہیں، انہیں مال دے کر آزمایا جا رہا ہے اور جنہیں مال سے محروم رکھا گیا ہے، اُن کا بھی امتحان لیا جا رہا ہے۔ یہ احساس تب ہوگا جب آنکھ دوبارہ کھلے گی، مگر اُس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ لہٰذا قرآن حکیم بار بار دنیا کی حقیقت اور حیثیت کا تذکرہ کرتا ہے، تاکہ ہماری سمجھ میں یہ بات آجائے کہ دنیا میں ہمارا امتحان لیا جا رہا ہے، اور یہ بات پیش نظر رکھیں کہ اصل زندگی آخرت کی ہے، اصل کامیابی اصل عزت وہی ہے جو وہاں ملے گی۔ دنیا کی کامیابیاں بھی امتحان ہیں اور یہاں کی ناکامیاں بھی ہمیں جانچنے کے لیے ہیں۔ یہ دنیا متاع غرور ہے۔ یہ دھوکے کا سامان ہے۔ یہ ہماری کم عقلی ہے کہ یہاں کی کامیابی کو حقیقی سمجھ بیٹھتے ہیں اور یہاں مال و اسباب اور آسائشیں پا کر آپے سے باہر ہو جاتے اور اپنے مالک کو بھول جاتے ہیں۔ اور رنج و غم کی کیفیت میں بالکل ہی مایوس ہو جاتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ تنگی کے ساتھ اللہ نے آسانیاں بھی رکھی ہیں، ہمیں صبر کرنا چاہیے۔ انسان کی اس کوتاہ نظری کا قرآن حکیم نے دو مقامات پر بطور خاص تذکرہ کیا ہے۔ ایک مقام سورۃ ھود ہے۔ اُس کی آیت 10 میں اللہ فرماتا ہے:

پریس ریلیز 8/اپریل 2010ء

سربراہ مملکت کے لئے مسلمان ہونے کی شرط ختم کرنے اور قرارداد مقاصد کو آئین سے خارج کرنے سے متعلق اے این پی کا اختلافی نوٹ پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کی نہایت پست سوچ کا آئینہ دار ہے

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر کلیدی عہدہ کے لئے مسلمان ہونا لازمی قرار دیا جائے

آئین کی شق 2-A کو تمام آئین پر حاوی ہونا چاہئے تاکہ قراردادِ مقاصد بالفعل آپریٹو ہو سکے

حافظ عاکف سعید

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں 18 ویں ترمیم میں اے این پی کی طرف سے اختلافی نوٹ کی شدید مذمت کی جس میں انہوں نے سربراہ مملکت کے لئے مسلمان ہونے کی شرط ختم کرنے اور قرارداد مقاصد کو آئین سے خارج کرنے کی بات ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ ہم اپنے پختون بھائیوں سے دلی ہمدردی رکھتے ہیں اور صوبہ سرحد کے نام کی ان کے مطالبے کے مطابق تبدیلی پر ان کو مبارک باد پیش کرتے ہیں لیکن اے این پی کا ہر طرز عمل پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کی نہایت پست سوچ کا آئینہ دار ہے۔ تقسیم ہند کے موقع پر بھی اے این پی کے اکابرین نے اپنے خبثِ باطن کا اظہار کیا تھا جسے شمال مغربی سرحدی صوبے کے غیرت مند عوام نے ریفرنڈم کے ذریعے ناکام بنا دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر کلیدی عہدہ کے لئے مسلمان ہونا لازمی ہونا چاہئے علاوہ ازیں ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ آئین کی شق 2-A کو تمام آئین پر حاوی ہونا چاہئے تاکہ قراردادِ مقاصد بالفعل آپریٹو ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام اور پاکستان لازم و ملزوم ہیں۔ اسلام پاکستان کی بنیاد اور وجہ جواز ہے جو لوگ اسلام کا تعلق پاکستان سے ختم کرنا چاہتے ہیں درحقیقت وہ اپنے آباؤ اجداد کی خواہش کی تکمیل کے لئے اکھنڈ بھارت کے خواہشمند ہیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

﴿وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ⑨ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ⑩﴾

''اور اگر ہم انسان کو اپنے پاس سے نعمت بخشیں، پھر اس سے اس کو چھین لیں تو ناامید (اور) ناشکرا (ہو جاتا) ہے۔ اور اگر (انسان کو) تکلیف پہنچنے کے بعد آسائش کا مزہ چکھائیں تو (خوش ہو کر) کہتا ہے

> سرمایہ دارانہ ذہنیت قارونیت کی علامت ہے، جو اکثر و بیشتر سرمایہ دار طبقے میں پیدا ہو جاتی ہے، انہیں اس بات کا ذرا احساس نہیں ہوتا کہ مال دے کر انہیں آزمایا جا رہا ہے

کہ (آہا) سب سختیاں مجھ سے دور ہو گئیں، بے شک وہ خوشیاں منانے والا (اور) فخر کرنے والا ہے۔''

چونکہ انسان دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے، لہٰذا اگر اللہ اُسے کوئی نعمت دے تو خوشی سے پھولے نہیں سماتا، اور آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور اگر اُس سے نعمت چھین لی جائے تو اس قدر مایوس ہو جاتا ہے کہ کہنے لگتا ہے کہ میری تو کمر ہی ٹوٹ گئی۔ وہ ہر ایک کے آگے شکوے شکایتیں کرتا ہے۔ گویا اُس پر اللہ نے کبھی نعمت کی ہی نہیں اور اللہ کے تمام احسانات و اکرام اور نعمتیں بھلا دیتا ہے —— اگر معاملہ اس کے برعکس ہو جائے یعنی اگر پہلے تنگدستی تھی اور پھر اللہ اُس پر خوشحالی کے دروازے کھول دے تو پھر کہتا ہے کہ میری تمام مشکلات دور ہو گئیں۔ میری بدقسمتی کے دن ختم ہو گئے۔ میرا مقدر جاگ اُٹھا ہے۔ اب شیخی خورا بن جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ دیکھو میرے پاس اتنا سرمایہ ہے، اتنے اثاثے ہیں۔ قرآن نے شکوے کے انداز میں کہا ہے کہ انسان حقیقت کو نہیں سمجھتا۔ ذرا سا مل جانے پر اترانے لگتا ہے اور کچھ چھن جائے تو حد درجہ مایوس ہو جاتا ہے۔

اِس کیفیت کے برعکس انسان کا طرزِ عمل کیا ہونا چاہیے۔ ایک بندۂ مومن جو زندگی کی حقیقت سے آگاہی رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ اگر نعمت ملے، خوشحالی اور فراوانی ہو تو اُسے اللہ کی عطا سمجھے اور اُس پر اللہ کا شکر بجا لائے۔ شکر کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اپنے مال میں سے محروم لوگوں کا بھی حصہ نکالے۔ اُن کی ضروریات کا خیال رکھے۔ یہی نہیں، بلکہ مال و دولت پر شیخی بگھارنے اور آپے سے باہر ہو جانے کی بجائے اُسے فکرمندی ہو کر کل روزِ محشر میں اس مال کا حساب کیسے دوں گا —— اور اگر نعمت چھن جائے، تنگ دستی ہو تو اُس پر صبر کرے، اللہ کا شکر بجا لائے کہ اُس نے مجھے جسم و جان کی بے شمار نعمتیں دے رکھی ہیں، مجھے صحیح سالم اعضائے جسمانی عطا کیے ہیں، صحت دی ہے۔ اگر معاشی طور پر بدحالی ہے، تو یہ خیال کرے کہ کئی چیزیں ایسی ہیں جو میرے پاس ہیں، اور بہت سوں کے پاس نہیں ہیں۔

دوسرا مقام جس میں انسان کی کوتاہ نظری کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، سورۃ حم السجدہ میں ہے۔ اس کی آیت 49 میں فرمایا:

﴿لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ⑲﴾

''انسان بھلائی کی دعائیں کرتا کرتا تو تھکتا نہیں اور اگر تکلیف پہنچ جاتی ہے تو ناامید ہو جاتا ہے اور آس توڑ بیٹھتا ہے۔''

یہاں ''خیر'' سے مراد مال و دولت ہے۔ انسان اللہ سے دُعا کرتا ہے کہ مجھے اور مال مل جائے۔ سورۃ البقرہ میں جہاں مناسک حج کا ذکر ہے، وہاں یہ بات بھی آئی ہے کہ کچھ لوگ میدان عرفات میں جا کر بھی یہ دُعا مانگتے ہیں کہ پروردگار ہمیں دنیا میں کامیابیاں عطا فرما، اور نعمتوں اور مال و دولت سے مالا مال کر دے، ایسے بدنصیبوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ ان کی کم نصیبی ہے، کہ وہاں جا کر بھی دنیا مانگ رہے ہیں، اور آخرت جو اصل مانگنے کی شے ہے، جس کی کامیابی اصل اور حقیقی کامیابی ہے، انہیں اُس کا خیال ہی نہیں۔ انسان کتنا تھڑدلا واقع ہوا ہے کہ تکلیف یا پریشانی پر یکدم مایوس ہو جاتا اور یاسیت کا پیکر بن جاتا ہے۔ بجائے اس کے کہ اللہ کی رحمت سے بہتری کی امید رکھے ناامیدی کا شکار ہو جاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت میں یہ تکلیف تو اُس کی آزمائش کے لیے تھی۔ اِس آزمائش اور امتحان میں کامیابی کی صورت یہ تھی کہ اس پر صبر کرتا اور اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ جھک جاتا، اور اُس سے حالات کے تبدیل ہونے کی پوری امید رکھتا۔

آگے فرمایا:

﴿وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ﴾

''اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اس کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میرا حق تھا۔ اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت برپا ہو اور اگر (قیامت سچ مچ بھی ہو اور) میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹایا بھی جاؤں تو میرے لیے اس کے ہاں بھی خوشحالی ہے۔''

اگر اللہ تعالیٰ انسان کو تکلیف کے بعد رحمتوں سے نواز دے، تو وہ اللہ کو بھول جاتا ہے، کہتا کہ مجھے جو کچھ ملا ہے، میری قابلیت اور لیاقت کے طفیل ملا ہے۔ یہی میرے شایانِ شان تھا۔ مال و دولت کے نشے میں وہ آخرت کو بھی فراموش کر ڈالتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ قیامت بھی ہوگی۔ (قیامت کے بارے میں یہ بات الفاظ کی صورت میں اُس کی زبان سے بھی ادا ہو سکتی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زبان سے تو وہ یہ الفاظ نہ کہے، مگر اُس کے اندر اس طرح کے احساسات پیدا ہو جائیں) اگر قیامت ہو بھی گئی، میری رب کے پاس پیشی ہوئی بھی تو وہاں بھی میرے لیے خیر ہی خیر ہوگا۔ دنیا میں اگر مجھے اتنا کچھ مل رہا ہے تو اس لیے مل رہا ہے کہ میرے اندر صلاحیت اور خوبیاں ہیں، تو وہاں مجھے کیوں نہیں ملے گا۔

یہ دو مقامات سورۃ ہود اور سورۃ حم السجدہ کے تھے، جن کے حوالے سے انسان کی تھڑدلی اور سرمایہ دارانہ ذہنیت کا تذکرہ کیا ہے۔ سورۃ القلم کی آیات 17 تا 33 جن میں باغ والوں کا قصہ میں اسی ذہنیت کو آشکارہ کیا گیا ہے اور اگلی آیات میں ایسے لوگوں کی سوچ پر گرفت کی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ فرماں بردار اور مجرموں کے ساتھ یکساں معاملہ کرے۔ (جاری ہے)

سب پر بھاری، اتنا بھاری!

محمد سمیع

جس نے بھی ”سب پر بھاری“ والا نعرہ ایجاد کیا ہے، اس کی ذہانت کو داد دینی پڑتی ہے۔ جن کے بارے میں یہ نعرہ ایجاد کیا گیا وہ موصوف اتنے بھاری ثابت ہو رہے ہیں کہ پوری قوم ان کے بوجھ سے پریشان ہے، کیونکہ اس میں اتنا بوجھ برداشت کرنے کی سکت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قوم کی اکثریت اس بوجھ سے نجات کے لئے کوشاں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ موصوف اس قدر بھاری ثابت ہو رہے ہیں کہ قوم ان کے بوجھ تلے دب کر رہ گئی ہے لیکن اس سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی ہے۔ واقعی کوئی بھاری بھرکم ہو تو ان جیسا ہو۔

اس بوجھ سے صرف اندرون ملک ہی بیزاری ظاہر نہیں کی جارہی ہے بلکہ بیرون ملک بھی اس بوجھ کو محسوس کیا جارہا ہے۔ امریکہ پاکستان کا سب سے مضبوط دوست ہے ان معنوں میں کہ اس وقت اس کی حیثیت اللہ کی زمین پر واحد سپر پاور کی ہے۔ یہ وہ دوست ہے جو ہمیشہ دشمنوں کی بجائے دوستوں پر تیراندازی کرتا ہے۔ کسی دوست حکمران کے سر پر اس کا دست شفقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ یہ سمجھتا ہے کہ ابھی اس کی ہوا نہیں اکھڑی اور یہ ہمارے مفادات کا تحفظ کرسکتا ہے۔ لہٰذا پرویز مشرف پر اس کا دست شفقت تقریباً آٹھ سال تک رہا۔ لیکن جب اسے یہ محسوس ہوا کہ اسے اپنے ملک میں عوام کے غیظ وغضب کا سامنا ہے تو اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے حکمران اس کی اس پالیسی سے اچھی طرح واقف ہیں، لیکن پھر بھی اس کی سرپرستی کے جال میں پھنسنے کے لئے دل وجان سے آمادہ رہتے ہیں۔ این آر او کا معاملہ امریکہ ہی کے اشارے پر طے ہوا تھا، لیکن جیسے ہی اس کو اس کے خلاف پاکستان میں اٹھتے ہوئے طوفان کا اندازہ ہوا تو پاکستان اور افغانستان کے لئے اس کے خصوصی ایلچی رچرڈ ہال بروک نے بیان جاری کرنے میں کوئی دیر نہیں لگائی۔ پاکستان میں سیاسی بے یقینی اور صدر آصف علی زرداری کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ یہ پاکستان کا داخلی معاملہ ہے اور وہ اس پر تبصرہ نہیں کریں گے۔ ان کے بارے میں فیصلہ کرنا پاکستان کے لوگوں کا کام ہے۔ یہ بیان روزنامہ ”جنگ“ کی 14 نومبر 2009ء کی اشاعت میں شامل تھا جبکہ این آر او کے خلاف پاکستان کی سپریم کورٹ نے 16 دسمبر کو فیصلہ صادر کیا۔ اس کے بعد امریکی میڈیا میں صدر زرداری کی کمزور ہوتی ہوئی گرفت پر اوبامہ انتظامیہ کی پریشانی کا تذکرہ شروع ہوگیا۔ واشنگٹن پوسٹ نے حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ زرداری کی سیاسی کمزوریاں پاک امریکہ تعلقات کے لئے اضافی خطرہ ہیں۔ اوبامہ انتظامیہ کو خدشہ ہے کہ زرداری کی پوزیشن کمزوری کی طرف گامزن رہے گی اور اگر وہ اپنا عہدہ بچانے میں کامیاب ہوگئے تو بھی صرف علامتی صدر رہیں گے۔ (ظاہر ہے کہ امریکہ کے لئے علامتی صدر کس کام کا۔) فوج انہیں پسند نہیں کرتی اور اپنے وزیراعظم کی طرف سے بھی ان کو چیلنجز درپیش ہیں۔ نیویارک ٹائمز نے رپورٹ دی کہ صدر آصف علی زرداری اس وقت اتنے کمزور ہیں کہ ان کی حکومت ختم ہوتی نظر آتی ہے۔ امریکی میڈیا نے اپنی تشویش کا مشترکہ طور پر اظہار اس طرح کیا کہ سپریم کورٹ کی طرف سے این آر او کو مسترد کئے جانے کے بعد پاکستان کے صدر زرداری، جنہیں امریکہ ایک قابل اعتماد اتحادی سمجھتا ہے اور جو پہلے ہی اپنے عہدے کو بچانے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے، سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد اپنے عہدے کے حوالے سے مزید خطرات میں گھر گئے ہیں اور ان کی پہلے ہی سے نامقبول حکومت مزید نامقبولیت میں ڈوب جائے گی۔ (بحوالہ روزنامہ اسلام 18 دسمبر 2009ء)

اب ذرا امریکی کانگریس کی مالی معاونت سے چلنے والے ایک امریکی ریڈیو ”ریڈیو فری لبرٹی“ کا سیاسی تبصرہ ملاحظہ فرمائیے۔ اس کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں صورتحال کی تیزی سے ایک اور فوجی بغاوت کی جانب بڑھ رہی ہے۔ معاشی صورتحال دگرگوں ہے۔ کرپشن بھیانک انداز سے پھیل رہی ہے۔ دہشت گردی کا خاتمہ نظر نہیں آتا، جبکہ لوگوں کا اعتماد ان لوگوں پر سے اٹھتا جارہا ہے جنہیں انہوں نے حکمرانی کے لئے منتخب کیا تھا۔ وسط ایشیائی، انڈین، ایرانی، اسلامی اور بین الاقوامی امور کے ماہر پروفیسر جمشید چوکسی نے اپنے تبصرہ میں کہا ہے کہ ممکن ہے اس مرتبہ فوج کو اپنی بندوقیں اور ٹینک استعمال نہ کرنے پڑیں۔ وہ اچھے وقت کا انتظار کر رہے ہیں، تاوقتیکہ حکومت مکمل طور پر بحران میں ڈوب جائے اور اس کے بعد وہ قومی مسیحا بن کر سامنے آجائیں، لیکن ملک کی عدلیہ بھی تیزی کے ساتھ ایک اہم کھلاڑی بن کر سامنے آرہی ہے۔ خود

> صدر محترم صدارتی عہدے سے مستعفی ہو کر اپنے اوپر عائد کئے جانے والے الزامات کا عدالتی سطح پر دفاع کریں۔ اگر وہ عدالتوں سے باعزت بری ہوگئے تو قومی ہیرو بن کر ابھریں گے

امریکی وزیر خارجہ سے یہ بیان منسوب کیا گیا ہے کہ جمہوریت کی حمایت اور ترقی کا فروغ ہمارے اکیسویں صدی کے حقوق انسانی کے ایجنڈے کا حصہ ہے، پاکستان کے اہم ساتھی اور امداد دینے والے ملک کی حیثیت سے امریکہ کو ہوسکتا ہے کہ ایک مرتبہ پھر جوہری ہتھیاروں سے لیس اور اہم اسٹریٹجک محل وقوع کے حامل ملک کی فوج سے براہ راست معاملات طے کرنے پڑیں۔

ایسا لگتا ہے کہ ہمارے صدر محترم کی ”بھاری بھرکم“ شخصیت کے حوالے سے ایک ہلچل سی مچی ہوئی

ہے۔ ممتاز ترین جریدے ٹائم نے کہا ہے کہ امریکہ نواز پاکستانی صدر آصف علی زرداری پر کرپشن کے الزامات منڈلا رہے ہیں۔ ان کو دوبارہ ان مقدمات کا سامنا کرنا ہوگا جو بیس برس قبل ان کی قید کا سبب بنے تھے۔ پارلیمنٹ سے حمایت حاصل کرنے کی ناکامی کے بعد ان سمیت آٹھ ہزار سیاستدانوں، بیوروکریٹس اور سفارت کار چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کے رحم وکرم پر ہیں۔

ایک اور امریکی جریدے فارن پالیسی میگزین میں شائع ہونے والے ایک آرٹیکل میں امریکی محکمہ خارجہ کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ صدر زرداری فی الحال اپنا عہدہ نہیں چھوڑ رہے۔ مضمون میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اس قسم کی رپورٹیں بھی آتی رہتی ہیں کہ فوج زرداری کے خلاف پیش قدمی کے لئے کوئی منصوبہ بنارہی ہے کیونکہ اس کا خیال ہے کہ زرداری امریکہ سے قریبی تعلقات کے لئے پاکستان کی خودمختاری کا سودا کر رہے ہیں۔ آرٹیکل میں مزید تحریر کیا گیا ہے کہ زرداری اوبامہ انتظامیہ اور امریکی حکومت کے ساتھ تعلقات پاکستان میں ایک سیاسی ایشو بن چکا ہے۔

قارئین! آپ نے دیکھا کہ امریکی انتظامیہ اور میڈیا ہمارے ''بھاری بھرکم'' صدر کے بارے میں اتنے پریشان ہیں کہ انہوں نے صدر اور فوج کے تناؤ کا نہ صرف بار بار ذکر کیا بلکہ یہ اشارہ بھی دیا جا رہا ہے کہ فوج دوبارہ حکومتی معاملات کو سنبھال لے۔ یہ ایک ایسی حکومت کی جانب سے کیا جا رہا ہے جو جمہوریت کے عالمی فروغ کی دعویدار ہے۔ لیکن پاکستان میں جمہوریت کے فروغ کو امریکی ایک بھاری سودا سمجھتے ہیں، کیونکہ موجودہ صورتحال میں امریکہ کو اپنے مفادات خطرے میں نظر آ رہے ہیں۔

اب تو حال یہ ہے کہ سابق امریکی صدارتی امیدوار اور سینیٹر جان مکین کے بقول صدر زرداری تنزل کی صورتحال کا شکار ہیں۔ وزیراعظم گیلانی امریکہ نواز ہیں۔ اللہ یوسف رضا گیلانی پر رحم کرے۔ انہیں امریکہ کے بارے میں یہ مصرع ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ع
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو۔

شائد جان مکین کو فوج کی اپنے پیشہ سے وابستگی اور سیاست سے موجودہ فوجی قیادت کی عدم دلچسپی سے مایوسی ہوئی ہو، جبھی وہ وزیراعظم کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔

صدر محترم جن کے بھاری بھرکم بوجھ سے قومی اور بین الاقوامی سطح پر بیزاری کی سی کیفیت ہے، اپنا وزن کم کر سکتے ہیں جس کے لئے انہیں ڈائٹنگ کرنی پڑے گی اور وہ ڈائٹنگ یہ ہے کہ وہ صدارتی عہدے سے مستعفی ہوکر اپنے اوپر عائد کئے جانے والے الزامات کا عدالتی سطح پر دفاع کریں۔ ماضی میں ان پر بیشتر مقدمات ثابت نہ ہوسکے۔ یہ معاملہ ان کے حق میں جاتا ہے۔ اگر وہ عدالتوں سے باعزت بری ہوگئے تو قومی ہیرو بن کر ابھریں گے اور تاریخ میں ایک مثال بن کر زندہ رہیں گے۔ ان کو شائد علم نہیں کہ ان کی محاذ آرائی کی پالیسی سے امن و امان کی صورتحال اور مملکت خداداد پاکستان کے دشمنوں کی شرانگیزیوں کے نتیجے میں ملک کی سالمیت شدید خطرہ سے دوچار ہوسکتی ہے۔ خدانخواستہ وہ وقت آجائے کہ وہ یہ شعر پڑھنے پر مجبور ہوجائیں کہ ؎

قفس میں مجھ سے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم
گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو

☆☆☆

قرآن کا پیغام | خلافت کا قیام

تنظیم اسلامی کی پیش کش

امیر تنظیم اسلامی حافظ **عاکف سعید** صاحب

یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم **کا**

مرکزی خطابِ جمعہ

جو بالعموم تذکیر بالقرآن، حالات حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے

اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سن سکتے ہیں

جن شہروں میں کوریئر سروس موجود ہے وہاں بذریعہ کوریئر بصورت دیگر ڈاک کے ذریعے اس خطاب کا کیسٹ اگلے ہی دن یعنی ہفتے کے روز آپ کے پتے پر ارسال کر دیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

ممبر بنیں اور استفادہ کریں

سالانہ ممبر شپ فیس۔ 1000 روپے ﴿TDK کیسٹ﴾

مرکز تنظیم اسلامی میں نقد، منی آرڈر یا پھر ڈرافٹ کے ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں

نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ Internet ہماری ویب سائٹ www.tanzeem.org سے براہ راست یا Download کر کے بھی سنا جاسکتا ہے۔

تنظیم اسلامی
67/A علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

مزید معلومات کے لئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔
فون نمبرز 6316638/6366638 فیکس: 6271241
Email:markaz@tanzeem.org
websit:www.tanzeem.org

یہودیوں کے سازشی منصوبے کا توڑ

ظفر عمر خان فانی

شاعر کہتا ہے ۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں

اس وقت ہم یہودیوں کے تسخیرِ عالم کے سازشی منصوبے کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اور قرآنِ کریم کی تعلیمات پر عمل ہی ہمیں اس سے رہائی دلا سکتا ہے شاعر نے اس بات کو شعر میں اس طرح کہا ہے ۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

''وہ'' سے مراد قرونِ اولیٰ کے مسلمان ہیں جو اسلام کی تمام تعلیمات پر عمل کر کے معلوم دنیا کی معزز ترین قوم بن گئے تھے جبکہ ہم معزز بنانے والی قرآنی تعلیمات پر عمل ترک کر کے دنیا کی ذلیل ورسوا ترین قوم بن گئے ہیں۔ مگر ہماری خوش قسمتی سے تقدیرِ الٰہی یہ معلوم ہوتی ہے کہ قرآن اور مسلمان تاقیامت باقی رہیں گے اس لیے مسلمان کا ہر زوال کے بعد عروج ہوگا۔ چنانچہ موجودہ زوال کے بعد بھی عروج ہوگا اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ پاکستان کو وجود میں لاچکا ہے جو معجزانہ طور پر وجود میں آیا ہے، معجزانہ قائم رہا ہے، معجزانہ ایٹمی قوت بنا ہے اور معجزانہ عالمِ اسلام کا قائد بنے گا ان شاء اللہ۔ تمام آثار اسی کی شہادت دیتے ہیں۔ اس وقت پاکستان کے مسلمانوں کی تطہیر ہو رہی ہے اور اس تطہیر کے بعد جو قوم برآمد ہوگی وہ ان شاء اللہ مسلمانانِ عالم کی قیادت کرنے کی اہل ہوگی۔ تقدیرِ الٰہی کو پورا کرنے کے لیے ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ صرف مسلم نہیں مومن بنیں اور پورے شعور سے قرآنی تعلیمات پر عمل کریں۔ صرف عبادات سے متعلق تعلیمات پر نہیں بلکہ تمام قرآنی تعلیمات پر، کیونکہ تمام تعلیمات پر عمل کیے بغیر ہم وہ مقام حاصل نہیں کر سکیں گے جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے حاصل کیا۔ بالخصوص جہاد سے شیطانی قوتوں کا مقابلہ کرنے کی تعلیم اور انصاف سے اقوامِ عالم کا دل موہ لینے کی تعلیم پر عمل کرنا ضروری ہے۔

> اس وقت پاکستان کے مسلمانوں کی تطہیر ہو رہی ہے۔ اس تطہیر کے بعد جو قوم برآمد ہوگی وہ ان شاء اللہ مسلمانانِ عالم کی قیادت کرنے کی اہل ہوگی

اللہ تعالیٰ نے آئین پاکستان کی ایسی اسلامی بنیادیں رکھ دی ہیں کہ جن کے تحت مسلمان ایک سچی مومن قوم بن کر مسلمانوں کی عظمت رفتہ واپس لا سکتے ہیں، اور ایسا معاشی نظام قائم کر سکتے ہیں جس کے تحت دنیا میں کوئی بھوکا نہ سوئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے دنیا کے تمام جانداروں کے لیے رزق فراہم کر دیا ہے۔ لوگ جو بھوکے مرتے ہیں وہ اس رزق کی تقسیم میں ناانصافی اور خرابی سے بھوکے مرتے ہیں۔ ورنہ دنیا میں رزق کی نہ کوئی کمی ہے نہ قیامت تک ہوگی۔ یہ ظالم اور بے انصاف لوگ ہیں جو رزق کی کمی سے ڈراتے اور آبادی کم کرنے کا مشورہ دیتے رہتے ہیں، تاکہ ان کے قارونی خزانے میں کوئی کمی نہ آئے، وہ آقا اور دنیا کے تمام لوگ ان کے غلام بنے رہیں اور یہی یہودیوں کا تسخیرِ عالم کا سازشی منصوبہ ہے، جس کا ہم مسلمانوں کو توڑ کرنا ہے۔ اس کے لیے ہمیں مندرجہ ذیل قرآنی تعلیمات پر ہر صورت عمل کرنا ہوگا جن کا تعلق انسانوں کی اجتماعی فلاح و بہبود سے ہے:

1۔ پاکستان میں عوام کی حاکمیت کا تصور ختم کر کے اللہ کی حاکمیتِ اعلیٰ کا تصور بالفعل لانا ہوگا جس کا لازمی نتیجہ قرآنی تعلیمات پر مکمل عمل درآمد ہوگا۔

2۔ معیشت کے ہر گوشے سے سودی لین دین کا مکمل خاتمہ کر کے اپنی کرنسی سے، تمام قدرتی وسائل اور ذرائع آمدنی سے استفادہ کرتے ہوئے، پاکستان میں فلاحی مملکت قائم کرنی ہوگی۔

3۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق ہر ایک کے لیے بلاامتیاز مفت انصاف مہیا کرنے کا نظام قائم کرنا ہوگا۔

جو لوگ ڈراتے ہیں کہ ایسا کرنے سے دنیا ہمارا بائیکاٹ کرے گی، وہ غلط کہتے ہیں۔ مندرجہ بالا پروگرام پر عمل کرنے سے اسلام کی خوبیاں دنیا پر ظاہر ہوں گی اور لوگ پروانوں کی طرح شمعِ اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں گے، جیسا کہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں ہوا۔

یہودی ہمارے اس پروگرام کی سخت ترین مخالفت کریں گے۔ مسلمانوں کو انہیں اپنی جہادی قوت سے مغلوب کرنا ہوگا۔ بلاشبہ اس میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا حامی و ناصر ہوگا۔ یہودیوں کو شکست فاش ہوگی تو پھر ہی دنیا میں سکون اور امن و امان کا بول بالا ہوگا اور جب تک اللہ چاہے گا، رہے گا۔

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ علامہ اقبال روڈ پر رہائش پذیر شیخ فیملی کو اپنی بیٹی عمر 25 سال، تعلیم ایم اے انگلش (برسرِ روزگار) کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسرِ روزگار تعلیم یافتہ نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 042-36362722
0300-4471672

دعائے مغفرت کی اپیل

تنظیم اسلامی گوجر خان غربی کے ملتزم رفیق زاہد بابر کی ہمشیرہ تقدیرِ الٰہی سے وفات پا گئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ رفقاء اور قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

نائن الیون

ہائی جیکر امریکی ایجنٹ تھے

اسامہ بن لادن کو جان بوجھ کر پھنسایا گیا

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب
"Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade"
کا قسط وار اُردو ترجمہ

جس طرح بنک آف کریڈٹ کامرس انٹرنیشنل (BCCI) کو پھنسادیا گیا، اسی طرح کا پھندا اسامہ بن لادن کو پھنسوانے اور طالبان کو گرانے کے لیے بھی ڈالا گیا۔ ان کاموں کے لیے ایجنٹوں کی کوئی کمی نہیں تھی۔ مثال کے طور پر کنیڈا کی پولیس نے علی محمد نامی شخص کو گرفتار کیا، جو القاعدہ میں ایک اہم عہدہ پر فائز تھا، لیکن جب FBI نے تصدیق کی کہ وہ ایک امریکی ایجنٹ ہے، تو انہوں نے اسے آزاد کردیا۔ یہاں تک کہ شیخ سعید جس پر یہ الزام لگایا جارہا ہے کہ اس نے بڑے ہائی جیکر محمد عطا کو رقم بھیجی تھی کے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ وہ سی آئی اے کا ایجنٹ ہے۔ پٹس برگ ٹریبون ریویو (The pittsburg Tribune Review) کا خیال تھا کہ سعید نہ صرف آئی ایس آئی اور القاعدہ دونوں سے بہت قریبی تعلق رکھتا تھا، بلکہ اس کا بھی بہت زیادہ امکان ہے کہ وہ سی آئی اے کے ایجنٹ کے طور پر کام کررہا تھا۔ ''مشرف حکومت میں شامل لوگوں کو یقین ہے کہ سعید شیخ کی طاقت کا سرچشمہ دراصل آئی ایس آئی نہیں، اس کی اصل طاقت ہماری (امریکی) CIA ہے۔ یہ تھیوری اس طرح ہے کہ شیخ سعید کو خریدا گیا اور قیمت ادا کی گئی۔''

یہ شہادت موجود ہے کہ جو عرب نائن الیون آپریشن میں استعمال کئے گئے وہ امریکی حکومت کے ساتھ کام کررہے تھے۔ کئی ایک مضامین اس پر روشنی ڈالتے ہیں کہ نائن الیون کے ہائی جیکروں میں سے کم از کم سات ایسے تھے، جن کی تربیت یو ایس ملٹری مراکز میں کی گئی تھی۔ نیو یارک ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق ''محکمہ دفاع نے اعلان کیا کہ مسٹر عطا نے الاباما کے میکسویل ایئر فورس بیس میں، مسٹر العمری نے ٹیکساس کے بروک ایئر فورس بیس کے میڈیکل سکول میں اور مسٹر الغامدی نے مانٹری کیلیف کے پریسڈیو کے ڈیفنس لینگویج انسٹی ٹیوٹ میں تربیت حاصل کی تھی۔''

احمد النامی، احمد الغامدی اور سعید الغامدی نے اپنے ڈرائیونگ لائسنسوں میں بطور مستقل پتہ فلوریڈا کا پنسا کولا نیول ایئر سٹیشن درج کیا تھا۔ حمزہ الغامدی بھی پنسا کولا بیس کے ساتھ وابستہ تھا۔ واشنگٹن پوسٹ کے سٹاف رائیٹرز گوئے گگی یوٹا اور ڈیوڈ ایس فالیس کے مطابق جن 19 مشتبہ لوگوں کے نام ایف بی آئی نے دیئے تھے، ان میں سے دو (یعنی سعید الغامدی اور احمد الغامدی) دو ایسے نام تھے جو پنسا کولا کی ہاوسنگ فیسلیٹی میں ملٹری کے زیر تربیت افراد کی لسٹ میں شامل تھے۔ دوسرے دو افراد (حمزہ الغامدی اور احمد النامی) کے نام ایسے ناموں سے مشابہ تھے جن کا بیس کے اندر پتہ وہی تھا جو ان کا تھا۔ مزید برآں سعید الغامدی نے سان انٹانیو کے ایک لینڈ ایئر بیس سے گریجویشن کی تھی۔ اسی طرح دو دوسرے ہائی جیکروں محمد عطا اور عبدالعزیز العمری کے ناموں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بالترتیب میکسویل ایئر بیس کے انٹرنیشنل آفیسر سکول اور بروکس ائیرفورس بیس کے میڈیکل سکول کے گریجویٹ ہیں۔

محکمہ دفاع کے ایک اہلکار نے اس کی توثیق کی ہے کہ سعید الغامدی ایک سابق سعودی فائٹر پائلٹ تھا، جس نے کیلی فورنیا میں واقع مونیٹری کے ڈیفنس لینگویج انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ لیا تھا۔ عبدالعزیز العمری نے ٹیکساس کے بروکس ائیرفورس بیس کے ایروسپیس میڈیکل سکول سان انٹانیو میں تربیت حاصل کی تھی۔ عطا کی سابق سعودی پائلٹ ہونے کی تصدیق محکمہ دفاع کے ایک اور اہلکار نے بھی کی۔ جب ائیرفورس کی طرف سے ان ناموں کے متعلق یہ اعلان ہوا کہ ضروری نہیں کہ ان مشتبہ ناموں والے لوگوں ہی پر انگلی رکھی جائے تو میڈیا نے بھی اس کہانی میں مزید دلچسپی لینی کم کردی، لیکن ملٹری اس بات سے قاصر رہی کہ وہ ان افراد کے متعلق مکمل معلومات فراہم کرے، جن کے نام ہائی جیکروں کے ناموں سے ملتے ہیں۔ ڈینئیل ہاپ سیکر کا خیال ہے'' یہ بات نہایت آسانی سے سمجھ میں آتی ہے کہ پینٹا گون جھوٹ سے کام لے رہا ہے۔ قابل غور امر یہ ہے کہ یہ بات نہ دلیل کے مطابق ہے اور نہ منطق کے، کہ سات کی سات رپورٹیں غلط ہوں۔ ایک یا دو کی بات کی جائے، تو پھر بھی اس میں کچھ وزن ہوسکتا ہے لیکن سات لوگوں کے متعلق جو مختلف ذرائع سے مضامین اور رپورٹیں آئی ہیں وہ غلط ہوسکتی ہیں، یہ انہونی ہے۔''

نائن الیون کے تفتیش کاروں نے اس بات کی توثیق کردی ہے کہ اسامہ کو پھنسانے کے لیے عرب ایجنٹوں کو استعمال کیا گیا اور یہ کہ ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے کہ نائن الیون کے وقوعہ سے کچھ وقت پہلے ہی اس سے امریکہ پر حملہ کے متعلق غصہ بھرے بیانات دلوا دیئے گئے۔ ڈینئل ہاپ سیکر اپنی کتاب "Welcome to Terror Land" کا اختتام کچھ اس طرح کرتا ہے ''محمد عطا پر ایک مسلم بنیاد پرست سے زیادہ یہ نسبت سجتی ہے کہ وہ عرب اشرافیہ کا ایک فرد، ایک سراغ رساں اور مخبر ہے۔ جس شخص پر بنیاد پرستی کا لیبل لگا کر اس کا ایسا ہیولا پیش کیا جارہا ہے کہ اُس نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو تباہ کرنے کی ٹھان لی ہو، اس کے متعلق اس عجیب وغریب تضاد کو نوٹ کیجیے کہ اس کی ای میل لسٹ میں کئی ایک یو ایس ڈیفنس کنٹریکٹرز کے نام شامل ہیں۔

ہاپ سیکر نے اپنے طور پر تفتیش کرنے کے سلسلہ میں جب پینٹا گون فون کر کے پبلک انفارمیشن آفیسر سے بات کی تو ہائی جیکروں کی شناخت سے انکار کیا گیا اور اسی بیان کی تشہیر کی گئی۔ اس آفیسر کے ساتھ سلسلہ جنبانی کے نتیجے میں جو کچھ ہاپ سیکر نے اخذ کیا وہ یہ ہے کہ کہیں نہ

کہیں محکمہ دفاع میں ایسی لسٹ ضرور موجود ہے، جس میں 11 ستمبر والے دہشت گردوں کے نام درج ہیں، جنہوں نے یو ایس ملٹری فیسیلیٹز میں تربیت حاصل کی تھی۔ بات صرف اتنی ہے کہ وہ افسران اس بات کے افشا کے مجاز نہیں۔ علاوہ ازیں سیکر نے ایک ایسی خاتون سے بھی بات چیت کی جوالا باما کے میکسویل ائیر بیس پر کام کرتی ہے۔ وہ لکھتا ہے: ''میری ایک گرل فرینڈ ہے جو محمد عطا کو پہچانتی ہے۔ وہ اسے آفیسر کلب میں ایک پارٹی میں ملی تھی۔'' اس نے ہمیں بتایا: جس وجہ سے وہ قسم کھا کر کہتی ہے کہ یہ وہی تھا۔ کیونکہ وہ صرف ہیلو کہنے کی حد تک اسے نہیں ملی تھی۔ ملنے کے بعد اس خاتون نے عطا کو اپنے ساتھ موجود لوگوں سے متعارف کرایا۔ اس لئے وہ اسے پہچانتی ہے کہ وہ وہی ہے۔ اس نے کہا، میکسویل ائیر بیس پر سعودی بہت نمایاں نظر آتے تھے۔ وہ کافی تعداد میں تھے جو منٹگمری کے ایک اونچے درجے والے کمپلیکس میں رہائش پذیر تھے۔ انھیں ان (سعودیوں کو) کو یہاں سے نکالنا تھا۔ حملہ کے دن کے بعد وہ تمام وہاں سے چلے گئے''۔

اس کے باوجود کہ یہ نائن الیون کرائم سین (Crime Scene) میں ایک بنیادی اہمیت کی حامل بات ہے، حیران کن بات یہ ہے کہ تفتیشی کارروائی میں وینس (فلوریڈا) کی طرف ان کے جانے کا کوئی ذکر تک نہیں۔ درحقیقت ایف بی آئی نے پوری توجہ جو کچھ ہوا' اس پر مرکوز کرنے کی بجائے ان شہادتوں کو چھپانے اور گواہوں کو ڈرانے دھمکانے پر رکھی، جنہوں نے ایسے واقعات دیکھے اور سنے تھے جو سرکاری کہانی کو جھوٹا ثابت کر رہے تھے۔ مثلاً محمد عطا کی سابقہ گرل فرینڈ اماندہ کیلر (Amanda keller) کا کہنا ہے کہ وینس کو چھوڑ جانے کے بعد بھی کئی مہینوں تک ایف بی آئی والے اس کے پاس ہر دوسرے روز آ کر اُسے یہ حکم دیتے رہے کہ وہ کسی سے اس سلسلہ میں بات نہ کرے۔ اسی طرح ایک سٹیفانی فریڈریکسن (Stephanie Fredericson) نامی خاتون جو وینس میں عطا اور کیلر کی پڑوسن تھی، بتاتی ہے کہ اسے اور اس کے ساتھ اس اپارٹمنٹ میں رہائش پذیر دوسرے لوگوں کو ایف بی آئی کے ایجنٹوں نے مختلف طریقوں سے ڈرا دھمکا کر ہراساں کئے رکھا کہ ہم کسی رپورٹر کو کوئی بیان دینے سے باز رہیں۔

ایف بی آئی والے نائن الیون حملہ سے چند ہی گھنٹے بعد وینس آ پہنچے۔ ہف مین ایوی ایشن (Huffman Aviation) کے ایک سابق مینجر نے بتایا: ''وہ حملہ کے 4 گھنٹے بعد میرے گھر کے سامنے تھے'' اس نے مزید کہا ''میرے ٹیلی فون خفیہ مائیکروفون کے ذریعے بند کئے گئے جو ابھی تک بند ہیں۔ یہ سوال آپ خود سے پوچھئے کہ ایف بی آئی والے اتنی جلدی کیسے پہنچ گئے؟'' حملوں کے 24 گھنٹوں کے اندر اندر ہف مین ایوی ایشن سنٹر سے (جہاں عطا اور الشیہی نے کورس میں شرکت کی تھی) تمام ریکارڈ فلوریڈا کے گورنر جب بُش نے (جو صدر بُش کا بھائی ہے) C130 طیارے کے ذریعے واشنگٹن پہنچایا۔ اسی طرح وینس پولیس کے ایک اہلکار کا کہنا تھا کہ ایف بی آئی ان کی تمام فائلیں لے کر اسی طیارے کے ذریعے جس پر جب بُش سوار تھا، واشنگٹن لے گئی۔ ہاپ سیکر لکھتا ہے: ''اہم نکتہ یہ ہے کہ فائل سے نقل لینا تو قابل فہم ہے لیکن سالم فائلز لے کر پہنچانا ایک بالکل اور چیز ہے۔ مطلب یہ کہ ایف بی آئی کوئی رسک لینا نہیں چاہتی تھی''۔ وہ اس سے نتیجہ اخذ کر کے لکھتا ہے: ''فلوریڈا کی صورت حال اس بات کا ایک مکمل طور پر قابل یقین اور کھلا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ مرکز (واشنگٹن) کی براہ راست نگرانی کے تحت واقعات کو چھپانے کا پورا پورا انتظام کیا جا چکا تھا''۔

جن لوگوں کو ہائی جیکر گردانا گیا ہے، وہ دراصل امریکی حکام کے ایجنٹ تھے۔ ان کے طرز زندگی (Life style) سے یہ کبھی نہیں لگتا کہ وہ کوئی مذہبی انتہا پسند یا بنیاد پرست ہیں، جو اسلام کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے آمادہ ہو چکے ہوں۔ نائن الیون سے چند ہی دن پہلے عطا اور اس کے ساتھی پائلٹ مروان الشیہی کو فورٹ لاڈرڈیل کے بار (Bar) میں ایک شام کو خوب شراب نوشی کرتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ بار کے مینجر نے بعد میں رپورٹرز کو بتایا تھا کہ ''دونوں نے سٹا پیچ ناپا، اورنج جوس اور شراب وغیرہ پی کر اپنے آپ کو 'بے خوُ' کر دیا تھا''۔ برٹینڈر پیٹریسیا کا کہنا تھا ''عطا تین گھنٹے متواتر پیتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنے آپ سے بے خبر ہو گیا''۔ اماندہ کیلر عطا کے ساتھ ایک کلب میں ایک خصوصی شب کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہے: ''مروان (الشیہی) عورتوں کی ایک ٹولی کے ساتھ بار (Bar) میں بیٹھا جام پہ جام لنڈا رہا تھا، اور وہ ڈالر بھی اُڑا رہا تھا''۔ اسی طرح ہوپ سیکر بتاتا ہے ''ایک بات تو یہ ہوئی کہ عطا شراب، عورت اور ناچ گانے کا رسیا ہے تو دوسری طرف مروان (خودنمائی کے لیے) روپیہ لٹاتا رہا۔ اب ان چیزوں کو اسلامی بنیاد پرستی کے ساتھ منسلک کرنا کسی بھی طرح سمجھ میں نہیں آتا۔'' اب سوال یہ ہے کہ کیا اس قماش کے لوگ وہ اسلامی بنیاد پرست ہو سکتے ہیں جو امریکی طرز زندگی سے نفرت کرتے ہیں اور جو امریکہ کے خلاف گلوبل جہاد میں اپنی جانوں کو قربان کرنے پر تیار ہو چکے ہیں؟ یقیناً یہ ناممکن ہے۔

نیوز ویک کے مطابق 13 دسمبر کی "Lucky find" ٹیپ اور ہائی جیکروں کا معاملہ ایک ہی جال میں پھنسوانے کے لیے مختلف حیلے ہیں، جو اختیار کئے گئے۔ نامزد ہائی جیکروں میں سے پانچ نے محفوظ یو ایس ملٹری مراکز میں 1990 کے عشرہ کے دوران تربیت حاصل کی تھی۔ اسامہ/القاعدہ کے خلاف برانگیختگی برپا کرنے والی ٹیپ سے حاصل شدہ اسامہ کے اقراری بیان کے اسی حصے پر کسی نے غور نہیں کیا جس میں اس نے کہا کہ اسے ''حملہ کے متعلق صرف 5 دن پہلے بتایا گیا تھا'' پھر وہ کون (لوگ) ہیں جنہوں نے نائن الیون حملوں کو منظم کر دیا تھا؟ "Lucky find" کو اگر ایک طرف رکھ کر اسامہ کے اس معاملہ میں ملوث ہونے کے امکان پر منطقی طور سے سوچا جائے تو جس نتیجہ پر پہنچا جا سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ ایسا ہونا قطعاً ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ اسامہ نے نامہ نگاروں سے اپنی ملاقات میں حملوں سے 5 دن پہلے آگاہ ہونے کا بتایا، اُس سے لگتا ایسا ہے کہ اسامہ کو ان حملوں کے متعلق معلومات بھجوانا اس کو پھنسانے کی ایک تدبیر تھی۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں منشیات سے متعلق لوگوں کو پھنسانے کے لیے ہزاروں واقعات ہوتے ہیں۔ اگر اس طرح کا کوئی معاملہ نہ تھا تو پھر دو امکانات باقی رہ جاتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(الف) اُسامہ اس معاملہ میں پوری طرح ملوث ہے اور

> ہاپ سیکر کے مطابق محکمہ دفاع میں ایسی لسٹ ضرور موجود ہے، جس میں 11 ستمبر والے دہشت گردوں کے نام درج ہیں، جنہوں نے یو ایس ملٹری فیسیلیٹز میں تربیت حاصل کی تھی۔ البتہ افسران اس بات کے افشا کے مجاز نہیں

اس نے یو ایس اتھارٹی کے ساتھ پوری فکر لینے کی حد تک اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

(ب) یا کم از کم یہ ہے کہ وہ اس میں ملوث ہے، اس پس منظر کے ساتھ کہ امریکی انتظامیہ اُس کے پورے منصوبے سے پوری طرح باخبر تھی کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے، تاہم اس نے اس کو ناکام بنانے کی کوشش اس لئے نہیں کی کہ اس سانحہ سے جو فوائد سمیٹے جا سکتے تھے، وہ نقصان کے مقابلے میں بہت بڑے اہداف معلوم ہوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نائن الیون کے سلسلہ میں کسی اور شخص کے ملوث ہونے کے شبہ کو بھی ذہن میں لانے کا سوچا ہی نہیں گیا، اس کے باوجود کہ امریکہ کے متعدد ایسے دشمن موجود ہیں۔ اگر غیر جانبدار تحقیقات کی جاتیں تو اس میں چند ایک مشتبہ ناموں پر مشتمل فہرست ضرور سامنے آ جاتی۔ جیسے صدام حسین، قذافی، کاسترو، کوئی فلسطینی گروہ، روس، چین، مقامی دائیں بازو والی ملیشیاؤں میں سے کوئی ایک، اینٹی گلوبلائیزیشن گروپ میں سے کوئی ایک، شام یا کوئی ایسے عناصر جو غیر معمولی اور نامعلوم رہے ہوں۔ ایسی ممکنہ فہرست یقیناً ایک بڑی فہرست ہو سکتی ہے جس میں ایک نام اسامہ کا بھی ہو سکتا ہے۔ اب اگر نائن الیون کے متعلق صحیح معنوں میں تفتیش کے لیے درکار ضروری سازوسامان (Logistics) کو مدنظر رکھا جائے تو بآسانی یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ یہ تمام معاملہ مشکوک ہے، کیونکہ سارے تفتیشی معاملے میں یہ ضروری Logistics کہیں نظر نہیں آتیں۔ (جاری ہے)

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (III،II،I)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-5869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

بڑے ہو کر کیا بنو گے؟

محمد یوسف صدیقی

جب ہم پرائمری اور ہائی اسکول میں زیر تعلیم تھے تب کبھی کبھار کسی استاد کی طرف سے اور کبھی والد صاحب کے کسی دوست یا عزیز کی طرف سے ایک سوال پوچھا جاتا تھا، ”بیٹا بڑے ہو کر کیا بنو گے؟“ یہ سوال آج بھی بچوں سے پوچھا جاتا ہے اور تقریباً اُسی طرح کے جوابات ملتے ہیں جو ہمارے لڑکپن میں ہم دیا کرتے تھے۔ اکثر بچے آج بھی ڈاکٹر، انجینئر، پائلٹ بننا چاہتے ہیں۔ کچھ ٹیچر یا لیکچرار بھی بننے کی خواہش رکھتے ہیں۔ لڑکیوں میں زیادہ تر ڈاکٹر یا ٹیچر بننے کا رجحان ہے۔ اسی طرح کا ایک تجربہ گزشتہ دنوں میں نے بھی کیا اور جواباً وہی کچھ سنا جو کبھی ہم کہا کرتے تھے۔

بات بظاہر بہت چھوٹی ہے۔ یقیناً تمام والدین اپنے بچوں کو ایک کامیاب اور باعزت زندگی گزارتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ اپنے خاندان کو خوش، مطمئن اور آسودہ حال رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر اس سارے معاملے میں اہم اور اصلاح طلب بات یہ ہے کہ ہم نے تعلیم کا حاصل زندگی کی اس ظاہری کامیابی کو سمجھا ہوا ہے اور حصولِ تعلیم کا اصل مقصد بچوں ہی نہیں، بڑوں کی نظر سے بھی اوجھل ہے۔ کوئی طالب علم یہ نہیں کہتا کہ میرے علم حاصل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بندگی کی شاہراہ پر چلتے ہوئے معاشرے کا ایک ایسا فرد بنوں جو دوسروں کا بھی اپنی طرح خیال رکھے اور انہیں فائدہ پہنچائے۔ حقیقتاً اس معاملے میں قصوروار یہ بچے نہیں ہیں، ان کے بڑے ہیں، ہم ہیں۔ ہم نے انہیں یہ سوچ دی ہے کہ کامیاب وہی ہے جس کے پاس وافر مقدار میں مال ہو، منافع بخش کاروبار یا اچھی ملازمت ہو، شہر کے اہم علاقے میں خوبصورت اور بڑا سا گھر ہو وغیرہ۔ ہم نے انہیں یہ ماحول دیا ہے جس میں ان چیزوں کو اتنی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے کہ ان کا حصول ہی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے۔ پھر یہ ہوتا ہے کہ ان عارضی دنیاوی آسائشات کے حصول کے لیے حلال و حرام کا فرق ختم ہو جاتا ہے اور آپس کی رواداری بھی۔ نہ بہن بھائیوں میں محبت قائم رہتی ہے، نہ صلہ رحمی کا جذبہ دلوں میں باقی رہ جاتا ہے۔ انتہا یہ کہ والدین بھی اپنے اس بیٹے سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور اس کا خیال رکھتے ہیں جو نسبتاً زیادہ کما کر لاتا ہے۔ انہیں بھی اس سے غرض نہیں ہوتی کہ ہمارے اس بیٹے کی کمائی ناجائز تو نہیں؟ قابلِ غور بات یہ ہے کہ یہ تمام باتیں اس دور کی ہیں جب علم سب سے زیادہ، حصولِ علم کے ذرائع سب سے زیادہ آسان، انسانی فکر زیادہ وسیع اور اس کی شعوری سطح زیادہ بلند ہے۔

ذرا غور فرمائیں تو اس اندازِ فکر کے پس پردہ ہمیں اپنی ایک بنیادی خامی نظر آئے گی اور وہ ہے صحیح تعلیم اور تربیت کا فقدان۔ ہم تعلیم کے اسلامی تصور سے بے بہرہ ہیں۔ اسلامی اصولوں پر مبنی تعلیم کی بجائے مغربی تعلیم پر اکتفا کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ تعلیم کے ساتھ اپنے بچوں کی تربیت پر بہت کم توجہ دیتے ہیں۔ ہم انہیں یہ شعور ہی نہیں دیتے کہ علم کو کیسے استعمال کرنا ہے اور اسے کس طرح اپنے اور دوسروں کے لیے مفید بنانا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم علم کے حصول کو اپنی معلومات میں اضافہ کا ذریعہ تو سمجھتے ہیں مگر اس پر عمل کو لازم نہیں سمجھتے (ماسوائے پیشہ ورانہ علوم کے)۔

یقیناً اللہ کے رسول ﷺ نے علم حاصل کرنے کو ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض قرار دیا ہے، اور اس کے لیے وقت اور عمر کی کوئی قید بھی اس فرمان کے ذریعے ختم کر دی کہ ”علم حاصل کرو ماں کی گود سے گور تک“ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ قیامت کے دن اس بارے میں یہ سوال ضرور ہوگا کہ جو علم حاصل کیا تھا اس پر کتنا عمل کیا، اور یہ سوال قیامت کے دن کئے جانے والے ان سوالات میں سے ایک ہے جن پر اخروی کامیابی کا دارومدار ہے۔

ہمارے بچوں سے زیادہ ہماری اپنی کوتاہیوں کے ضمن میں سمجھ لیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر سورۃ التحریم کی آیت 6 میں ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ”بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہلِ خانہ کو جہنم کی آگ سے۔“ اللہ کا یہ حکم ہم سب کے لیے ہے۔ اس حکم کے مطابق اپنی ذات کی اصلاح کے ساتھ ہی اپنے اہلِ خانہ کی تربیت، اللہ کے مقرر کیے ہوئے اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں کے تحت کرنا ہم پر فرض ہے اور اس کے بغیر ہماری نجات ممکن نہیں۔ اس حکم خداوندی پر عمل کرنے اور عذاب جہنم سے بچاؤ کے لیے ہم پر لازم ہے کہ نہ صرف خود صحیح علم حاصل کرتے ہوئے اس پر عمل کریں بلکہ اپنی اولاد اور اہلِ خانہ کو بھی اس بات کا شعور دیں اور ان کی درست انداز میں تربیت کے معاملے میں کوئی کوتاہی نہ کریں۔

کیا اقبال نے یہی خواب دیکھا تھا؟

ڈاکٹر عامر لیاقت حسین

پڑگئی سب کے کلیجوں میں ٹھنڈک؟ مل گئی ''اناؤں'' کو تسکین؟ بالآخر روٹھے ہوؤں کو منا لیا گیا، اکڑے ہوؤں کو بہلا لیا گیا اور منہ بسورے ناراضوں کو محفل میں پھر سے بلا لیا گیا۔ اب تو یقیناً جوڈیشل کمیشن بھی خواہشات کے عین مطابق بن ہی جائے گا جبکہ 64 برس کے صوبے کا 64 برس بعد برتھ سرٹیفکیٹ میں نام تبدیل ہونے پر ''بھنگڑے'' اور ''رقص'' کے مناظر ابھی تو شروع ہوئے ہیں، دیکھیے اور دیکھتے جایئے کہ یہ اچھل کود کہاں تک پہنچے گی؟ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ ہم برسوں سے بھٹکتے اور دھکے کھاتے اچانک ہی خوشحالی کی عظیم الشان شاہراہ پر نکل آئے ہیں۔ ایک ایسی راہ گذر جس سے متعلق راوی کی ہر روایت سکون سے شروع ہوکر اطمینان پر ختم ہوتی ہے۔ مبارکبادیں اور مسکراہٹیں تو ایسی ہیں کہ جیسے وطن سے بے روزگاری ختم ہوچکی ہے، اہل وعیال کے بجائے اہل افراد کو سماج کے ماتھے کا جھومر بنایا جارہا ہے۔ اٹھارویں ترمیم کے پیشواؤں کے عملیات اور تعویذات نے ایسا اثر دکھایا کہ مایوسی، مہنگائی اور بدامنی کا آسیب عوام کے وجود سے چیختا چلاتا نکل بھاگا ہے۔ اخوت، بھائی چارے اور باہمی یگانگت کی ''شیڈنگ'' نے معاشرے کو ایسا نکھارا ہے کہ اب ''لوڈشیڈنگ'' کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ کوئی بے روزگار صرف ملازمت کا تصور ہی کرتا ہے تو نوکری اُس کے گھر کے دروازے پر دستک دے ڈالتی ہے۔ تنخواہیں اِس قدر زیادہ ہیں کہ مہینہ ختم ہونے کے بعد بھی اتنی رقم بچ جاتی ہے کہ پارٹ ٹائم میں اپنا کاروبار شروع کرسکیں۔ ہر گھر سے میٹھے پانی کا چشمہ اُبل پڑا ہے۔ گیس، چینی اور آٹے کی کیا بات ہے، یہ تو بن کہے عطا کیے جاتے ہیں اور تعلیم واہ واہ، وہ تو اِس خوبصورتی سے عام کردی گئی ہے کہ اب تعلیمی اداروں اور درسگاہوں میں جمشید دستی کی مثالیں دے کر ماضی کے دورِ جاہلیت کے حوالے دیے جاتے ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ ''ایک زمانہ تھا جب عدالت کے استفسار پر لوگ جاہلانہ جوابات دیا کرتے تھے لیکن اٹھارویں ترمیم کی منظوری کے بعد سے روشنی ہی روشنی ہے، لاعلمی اور جہالت کے اندھیرے چھَٹ چکے ہیں اور ہم علم کے اُجالوں سے اُن پُرانے چھالوں کو مندمل کررہے ہیں جو بیتے زمانے نے روح پر نقش کردیے تھے''......

اور اِس پر ہی بس نہیں ہے، شعیب ملک اور ثانیہ مرزا نے کیا کم طوفان مچا رکھا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خطبہ الہ باد کے بعد علامہ اقبال نے اِن ہی کی شادی کا خواب دیکھا تھا اور بانی پاکستان حضرت قائداعظم کی ساری جدوجہد اِسی ایک نکتے پر مرتکز تھی کہ آزاد وطن کے قیام کے بعد شعیب ملک اگر ثانیہ مرزا سے شادی کرلیں تو گویا پاکستان کے قیام کا مقصد پورا ہوجائے گا۔ ایک طرف تو لفظ ''مہنگا'' قوم کے اعصابوں پر حکمرانوں کی طرح سوار ہے تو دوسری طرف ''ثانیہ کیسا لہنگا پہنیں گی'' یہ سوال فیشن زدہ خواتین کی محفل میں زبان زدعام ہے۔ ثانیہ کے لہنگے کے بارے میں ضرور تجاویز دیجیے، اِسے بھی اٹھارویں ترمیم سمجھ کر خوب غور و خوص کیجیے، کمیٹی بنایئے، اجلاس بلایئے لیکن کچھ برسوں بعد ملک کے لوگ اپنے خستہ حال جسموں پر کچھ پہننے کے لیے قوت خرید رکھنے کے قابل بھی رہیں گے یا نہیں، اِس پر بھی ایک مرتبہ ضرور سوچیے۔ شعیب کی شادی ہورہی ہے، اللہ مبارک کرے، مگر جہاں شادیوں کے بعد بے روزگاری سے تنگ آکر خودکشیاں کی جاتی ہیں، وہ خاموش اموات بھی میرے دیس کے ''آزاد میڈیا'' کی توجہ چاہتی ہیں، اور پھر کیوں بھول جاتے ہیں کہ یہ شادی دو گھرانوں کا سکون چھین کر رچائی جارہی ہے۔ ثانیہ نے اپنے منگیتر سے منگنی کرکے پیچھا چھڑایا اور ہمارے شعیب تو ''عائشہ صدیقی'' کو جھٹلانے کے لیے خاندان سمیت تیار و کامران ہیں۔

منایئے خوشیاں منایئے! ڈھول بجایئے، گانے گایئے مگر اِس یاد کے ساتھ کہ اب بھی میرے وطن کی سڑکوں پر کوئی باپ اپنے بچوں کو صرف اِس لیے ''برائے فروخت'' کا پلے کارڈ دے کر کھڑا کردیتا ہے کہ اِنہیں روٹی اور کھلونوں سے ''کھلانے'' کے لیے اُس کی قمیص میں جیب نہیں ہے، صرف ایک ہتھیلی ہے جس میں اِتنے سکے نہیں آسکتے جس سے ایک روٹی خریدی جاسکے۔ یقین کیجیے دل بہت جلا ہوا ہے، جہاں اعمال ایسے ہوں کہ 1800 افراد کی اجتماعی شیو کے لیے شعائرِ اسلام کی توہین کو بھی ''کاروبار'' سمجھا جائے، ایسے اندھوں کے بازار میں آئینے کی دکان کھول کر کیا کروں؟ میں اِس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ داڑھی کے تارک کے لیے کیا وعیدیں ہیں، لیکن اتنا عرض کرنے کی ضرور جسارت کروں گا کہ جب آپ کو سوات میں صوفی محمد کے ''بے سروپا'' نظریات انتہا پسندی نظر آئے تو اجتماعی شیو کرنے کا عمل کیا ''اعتدال پسندی'' ہے؟ کیا یہ ''دوسری انتہا'' نہیں؟ آپ ایک بار نہیں سو مرتبہ شیو کیجیے، یہ ہدایت اور نصیب کے معاملے ہیں مگر ''اجتماعی شیو'' کا ''لگن منڈپ'' سجا کر اُن صحیح، حسن اور متواتر احادیث کی

> مغرب، مغرب نوازوں اور اُن کی ملازمت کرنے والے ''متجددین'' کو بے حیائی، فحاشی اور ننگے پن سے کوئی اختلاف یا تکلیف نہیں، انہیں صرف تکلیف اور پریشانی خواتین کے حجاب اور مردوں کی داڑھی سے ہے

توہین تو نہ کیجیے جس میں مونچھیں کتروانے اور داڑھی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تلقین کے بعد بھی کوئی نماز نہیں پڑھتا تو نہ پڑھے، حشر میں وہ اِس اولین سوال کا خود ہی جواب دے گا مگر نماز کے وجود سے انکار تو نہ کرے! میں جانتا ہوں کہ مغرب، مغرب نوازوں اور اُن کی ملازمت کرنے والے ''متجددین'' کو بے حیائی، فحاشی اور ننگے پن سے کوئی اختلاف یا تکلیف نہیں، یہ مسرور ہوتے ہیں جب فیشن شوز میں ادھ کھلے لباس کے ساتھ مسلمان خواتین اِن کی پیاسی نگاہوں کے پیالوں میں گناہوں کی شراب انڈیلتے ہوئے اِن کے سامنے سے گزرتی ہیں۔ انہیں اچھا لگتا ہے جب مادر پدر آزاد Concerts میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کے اشعار سے لبریز نغمے گونجتے ہیں اور یہ خوش ہوتے ہیں کہ لکھنے والا کوئی رام، پیٹر یا شمعون نہیں بلکہ ''گلزار'' ہے۔ انہیں تو صرف تکلیف اور پریشانی ہے خواتین کے حجاب اور مردوں کی ڈاڑھی سے۔ قرآن پاک نے تو بہت پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ''(اے پیارے!) یہ آپ سے کبھی راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ اِن کی ملت کا حصہ نہ بن جائیں''۔ یعنی اِن جیسے نہ ہو جائیں، بس کپڑے اُتاریں، داڑھیاں منڈائیں اور پیکر بے ہودگی بن کر اِن میں شامل ہو جائیں۔

اب یہ تو محبت کی بات ہے جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ ویسا ہی بننے کی کوشش کرتا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا مسیح اللہ علیہ السلام کی خیالی شبیہات اہل مغرب ہی نے بنائی ہیں اور دونوں ہی کی داڑھی ہے۔ کاش کہ آپ اپنی ہی بنائی ہوئی شبیہہ پر عمل کر لیتے۔ محمد ﷺ جیسے نہیں بننا چاہتے نہ بنیے آپ کا مقدر (کیونکہ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے) کم از کم سیدنا موسیٰ علیہ السلام یا سیدنا مسیح علیہ السلام جیسے ہی بن جایئے یا پھر صومعے کے لاتعداد رہبنوں اور قدامت پسند پادریوں کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے پہلے اُن کی لمبی داڑھیوں اور گرجا گھروں میں خدمت گزار Nuns کے خوبصورت حجاب پر تنقید کیجیے اور اُس کے بعد پھر ہمارے حلیے کی طرف آیئے۔ بہر کیف میرا سوال تو سب سے ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ عورت کو کون سا عمل کمتر کرتا ہے؟ اُس کا حجاب پہننا یا اسٹیج پر ادھ کھلے لباس میں چہل قدمی کرنا؟ افسوس کہ اہل مغرب اسلام کا یہ سیدھا سا پیغام سمجھ ہی نہ سکے اور بلب ایجاد کرنے کے باوجود اندھیرے میں رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہاں ہم نے بلب ایجاد نہیں کیا مگر اسلام کے چراغ نے ہمیں کل بھی روشنی میں پالا تھا اور آج بھی رستہ صاف دکھائی دے رہا ہے......!!!

(بشکریہ روزنامہ ''جنگ'')

❁❁❁

ایمان افروز

آبِ زم زم پر نئی تحقیق

لیبارٹری ٹیسٹ کے ذریعہ معلوم ہوا کہ آبِ زم زم کے خواص کو کسی طرح بھی تبدیل کرنا ممکن نہیں

ڈاکٹر مسارو ایموٹو — انتخاب: علی رضا

جاپان کے مایہ ناز سائنسدان ڈاکٹر مسارو ایموٹو نے انکشاف کیا ہے کہ آب زم زم میں ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو اس کے سوا دنیا کے کسی بھی پانی میں موجود نہیں۔ انہوں نے نینو نامی ٹیکنالوجی کی مدد سے آب زم زم پر متعدد تحقیقات کی ہیں، جن کی مدد سے انہیں معلوم ہوا کہ آب زم زم کا ایک قطرہ عام پانی کے ایک ہزار قطروں میں شامل کیا جائے تو عام پانی میں بھی وہی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں، جو زم زم میں ہیں۔

ڈاکٹر ایموتو جاپان میں قائم ہیڈو انسٹی ٹیوٹ برائے تحقیق کے سربراہ ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک لیکچر میں کہا کہ جاپان میں انہیں ایک عرب باشندے سے آب زم زم ملا جس پر انہوں نے متعدد تحقیقات کی ہیں۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ زم زم کے ایک قطرے کا بلور (ایک چمکدار معدنی جوہر) انفرادیت رکھتا ہے۔ دیگر کسی پانی کے قطرے کے بلور سے مشابہت نہیں رکھتا۔ کرۂ ارضی کے کسی خطے سے لیے گئے پانی کے خواص زم زم سے کسی طرح بھی مشابہت نہیں رکھتے۔ انہوں نے لیبارٹری ٹیسٹ کے ذریعہ معلوم کیا کہ آب زم زم کے خواص کو کسی طرح بھی تبدیل کرنا ممکن نہیں۔ اس کی اصل وجہ جاننے سے سائنس قاصر ہے۔ زم زم کی ری سائیکلنگ کرنے کے بعد بھی اس کے بلور میں تبدیلی نہیں پائی گئی۔

جاپانی سائنسدان نے مزید انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان کھانے، پینے اور ہر کام کرنے سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جس پانی پر ''بسم اللہ'' پڑھی جائے اس میں عجیب قسم کی تبدیلی وقوع پذیر ہوتی ہے۔ لیبارٹری ٹیسٹ کے ذریعہ عام پانی کو طاقتور خوردبین کے ذریعہ دیکھا گیا اور اس پر ''بسم اللہ'' پڑھنے کے بعد دیکھا گیا تو اس کے ذرات میں تبدیلی واقع ہو گئی تھی۔ بسم اللہ پڑھنے کے بعد پانی کے قطرے میں خوبصورت بلور بن گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے پانی پر قرآن مجید کی آیات پڑھوائیں تو اس میں بھی عجیب قسم کا تغیر واقع ہوا۔ انہوں نے کہا کہ پانی میں اللہ تعالیٰ نے عجیب قسم کی صلاحیتیں رکھی ہیں۔ پانی میں قوت سماعت، احساس، یادداشت اور ماحول سے متاثر ہونے کی صلاحیت ہے۔ اگر پانی پر قرآن مجید کی آیات کی تلاوت کی جائے تو اس میں مختلف امراض سے علاج کی صلاحیت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ پانی ماحول کے منفی اور مثبت حالات کا اثر قبول کرتا ہے۔ ڈاکٹر ایموتو نے کہا کہ کرۂ ارضی کی تمام مخلوقات خواہ وہ بظاہر جمادات ہی کیوں نہ ہوں ان میں ماحول کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ شعور رکھتا ہے اور اسی شعور کے نتیجے میں وہ اپنے خالق کی تسبیح میں مصروف ہے۔ (www.masaru-emoto.net)

❁❁❁

تنظیم اسلامی گوجرخان کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام

28 فروری 2010ء کو بعد نماز مغرب پاکستان شادی ہال گوجرخان میں ایک دعوتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں امت مسلمہ کے نام: ربیع الاوّل کا پیغام'' کے موضوع پر جناب خالد محمود عباسی نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان نے گفتگو کی۔ قبل ازیں پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے احباب میں دعوت نامے تقسیم کیے گئے، اور مختلف مقامات پر اشتہارات لگائے گئے تھے۔ چنانچہ پروگرام میں رفقاء اور احباب کی اچھی خاصی تعداد نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض حافظ ندیم مجید امیر تنظیم اسلامی غربی گوجرخان نے ادا کیے۔ پروگرام کا آغاز قاری انیس الرحمٰن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ احمد بلال ایڈووکیٹ نے نعت رسول مقبولؐ پیش کی۔ تلاوت و نعت کے بعد خالد محمود عباسی نے خطاب کیا۔ انہوں نے سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 157 کی تلاوت کی، اور کہا کہ آج دنیا میں اگر سب سے زیادہ حقیر اور ذلیل کسی کو سمجھا جا رہا ہے تو وہ امت مسلمہ ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ ہم حضور ﷺ کے حقیقی پیغام کو پس پشت ڈال کر چند رسوم کے گرویدہ ہو گئے ہیں۔ ہمیں اس بات پر غور کرنا ہے کہ 1431 ہجری کا ربیع الاوّل ہمارے لیے کیا پیغام لایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مشن کو آگے بڑھائے اور وہی نظام پوری دنیا میں قائم کر کے دکھائے، جو نبی کریم ﷺ چھوڑ کر گئے تھے۔

آخر میں خطیب جامع مسجد سول ہسپتال قاری عبداللہ نے اپنی رقت بھری آواز میں اختتامی دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ ہماری یہ ادنیٰ سی کوشش اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور امت مسلمہ کو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (مرتب: محمد زمان)

تنظیم اسلامی لالہ موسیٰ کے زیر اہتمام تذکرہ سیرت پروگرام

تنظیم اسلامی کے منفرد اسرہ لالہ موسیٰ کے زیر اہتمام 2 مارچ 2010ء کو سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے ایک پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ عنوان تھا: ''سیرت النبی ﷺ کا پیغام''۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا، جس کی سعادت حافظ بلال احمد نے حاصل کی۔ حافظ عاصم نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ اس کے بعد تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظمِ دعوت و تربیت محترم رحمت اللہ بٹر کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے سیرت النبیؐ کے عملی پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے انسان وہ طریقہ اختیار کرتا ہے جو اس کے دل کو اچھا لگے۔ اگر کسی کو اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ پسند نہیں، آپؐ کی سیرت پسند نہیں تو اس کا رسول اللہ ﷺ سے کوئی تعلق نہیں۔ سیرت کے مختلف واقعات بیان کرتے ہوئے انہوں نے واضح کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس طرح انسانی سطح پر رہ کر جہد مسلسل کے ذریعے ایک عادلانہ نظام قائم کر کے دکھایا، تاکہ بعد میں آنے والوں کے لیے نمونہ بن جائے۔ دین اور مذہب کا فرق واضح کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ اللہ نے رسول ﷺ کو صرف مذہب نہیں بلکہ دین دے کر بھیجا۔ اور دین (نظام) کسی جگہ صرف ایک ہی ہوتا ہے، مذاہب کئی ہو سکتے ہیں۔ دین کے قیام کے لیے قوت درکار ہوتی ہے، یہ صرف وعظوں سے نہیں ہوتا اور قوت اکٹھا ہونے سے ہوتی ہے، الگ الگ رہنے سے نہیں۔ اس لیے اسلام میں جماعتی زندگی کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس پروگرام میں تقریباً 300 افراد شریک ہوئے۔ حاضرین کے لیے ریفرشمنٹ کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ آخر میں حاضرین میں تنظیمی کتابچے مفت تقسیم کیے گئے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے لیکچرز پر مشتمل سی ڈیز، ڈی وی ڈیز اور کتب کی فروخت کے لیے سٹال بھی لگایا گیا۔ پروگرام کے اختتام پر محترم رحمت اللہ بٹر نے دعا کروائی۔

(رپورٹ: رانا ضیاء الحسن)

تنظیم اسلامی حلقہ بہاولنگر و بہاولپور کے رفقاء کا اجتماع

حلقہ بہاولنگر و بہاولپور کے تمام رفقاء کا ایک اجتماع 6، 7 مارچ 2010ء کو قرآن اکیڈمی مسجد جامع القرآن ہارون آباد میں منعقد کیا گیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز 6 مارچ بعد نماز عصر قاری محمد صدیق (امام مسجد ھذا) کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اُس کے بعد جناب سجاد سرور نے حدیث رسولؐ پیش کی۔ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان نے ''اسلام میں شورائیت کا نظام'' پر گفتگو کی۔ نماز مغرب کے بعد مطالعہ حدیث کی ذمہ داری فرخ ضیاء نے ادا کی۔ اس کے بعد رفقاء سے رکن برائے مرکزی شوریٰ کے لیے آراء لی گئی۔ یہ سلسلہ نمازِ عشا تک مکمل ہوا۔ اس سلسلے میں ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی اظہر بختیار خلجی اور نائب ناظم اعلیٰ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ لاہور سے تشریف لائے تھے۔ بعد نماز عشاء محمد صادق ایڈووکیٹ نے مطالعہ حدیث کروایا۔ بعد ازاں ذوالفقار علی نے ''قرآن: کتابِ ایمان و انقلاب'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ اس کے بعد کھانے اور آرام کا وقفہ کیا گیا۔ رات کے آخری پہر رفقاء کو تہجد کے لیے بیدار کیا گیا۔

7 مارچ کا پہلا پروگرام نماز فجر کے بعد ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کا درس تھا۔ انہوں نے سورۃ الانعام کی روشنی میں تذکیر بالقرآن کی۔ جس کے بعد ناشتے کا وقفہ ہوا۔ سوا آٹھ بجے دوبارہ پروگرام کا آغاز ہوا تو ڈاکٹر محمد انور نے ''جماعتی زندگی میں اخوت وایثار'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ پونے نو بجے راقم الحروف نے ''داعی الی اللہ کا کردار قرآن وسنت کی روشنی میں'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ دس بجے ''تنظیم اسلامی کا رفقائے تنظیم سے مطالبہ'' کے حوالے سے ڈاکٹر غلام مرتضیٰ نے خطاب کیا۔ گیارہ بجے چائے اور حلوہ سے رفقاء کی تواضع کی گئی۔ ساڑھے گیارہ بجے ''امانت داری اور عہد کی پاسداری'' کے موضوع پر محمد امین نوشاہی نے گفتگو کی۔ بارہ بجے محمد ایوب نے ''انفاق فی سبیل اللہ'' کے موضوع پر بیان کیا۔ محمد اسلم نے ''بیعت سمع وطاعت کے تقاضے'' کو موضوع بنایا۔ اختتامی گفتگو امیر حلقہ جناب محمد منیر احمد نے کی۔ اس سارے پروگرام میں کھانے کے انتظامات کی ذمہ داری تنظیم اسلامی ہارون آباد نمبر 1 کے امیر آصف لطیف اور اُن کے رفقاء نے انجام دی۔ پروگرام میں تقریباً 130 رفقاء نے شرکت کی۔ اللہ ہماری ان مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین (مرتب: محمد رضوان عزمی)

حلقہ سرحد شمالی کے تحت سہ ماہی شب بیداری

تنظیم اسلامی کے حلقہ سرحد شمالی کے تحت 6 اور 7 مارچ کی درمیانی شب رفقاء اور احباب کے لیے دعوتی و تربیتی پروگرام رکھا گیا، جس میں 85 رفقاء واحباب شریک ہوئے۔ پروگرام کا آغاز نماز عصر کے بعد ہوا۔ امیر حلقہ کے تمہیدی کلمات کے بعد درس قرآن ہوا جس کا موضوع تھا: ''عظمت قرآن'' یہ درس علی شیر نے دیا۔ اس کے بعد رفقاء واحباب کا تعارف کرایا گیا۔ نماز مغرب کے بعد خالد محمود عباسی (نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان) نے ''انسانوں سے اللہ تعالیٰ کا واحد مطالبہ'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایسی بندگی چاہتا ہے جو ملاوٹ سے پاک ہو اور انفرادی اور اجتماعی کوششوں پر محیط ہو۔ نماز عشاء اور عشائیہ کے بعد ممتاز بخت نے درس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث پیش کی کہ جس میں بتایا گیا کہ مسلمانوں آپس کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو۔ اس کے بعد احباب و مبتدی رفقاء کو بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا ویڈیو خطاب بعنوان ''تنظیم اسلامی کی دعوت'' دکھایا گیا۔ رات 11 بجے شرکاء نے آرام کیا۔

اگلی صبح نماز فجر کے بعد درس قرآن ہوا، جس کا موضوع ''توبہ کی ضرورت واہمیت'' تھا۔ مدرس حبیب علی نے کہا کہ توبہ صرف الفاظ کا دہرا دینا نہیں، بلکہ ندامت کے جذبے کے

ساتھ اپنے گناہوں پر معافی مانگنا، اور گناہ کو ترک کر دینا ہے۔ ہمیں انفرادی و اجتماعی توبہ کی ضرورت ہے۔ درس کے بعد شرکاء حفظ و تجوید و ادعیہ ماثورہ کے جائزہ کے لیے گروپوں میں منقسم ہو گئے۔ قاری حضرات نے اُن کے حفظ و تجوید کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد مقامی تنظیم نے شرکاء کو جمع کر کے انہیں ہدایت کی کہ آپ میں سے ہر ایک اپنا روزانہ، ہفتہ وار اور ماہانہ بنیادوں پر جائزہ لے جس کے لیے احتسابی رپورٹ پُر کرنا بے حد مفید ہے۔ ناشتہ کے بعد باقی رفقاء و احباب رخصت ہوئے اور امیر حلقہ نے نقباء اُسرہ اور اُمرائے تنظیم کے ساتھ سہ ماہی مشاورت کی۔ اسی پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: احسان الودود)

حلقہ پنجاب شمالی میں نئے شامل ہونے والے رفقاء کا اجتماع

حلقہ پنجاب شمالی کے تحت تنظیم میں نئے شامل ہونے والے رفقاء کا اجتماع 21 مارچ 2010ء کو دفتر حلقہ میں منعقد ہوا، جس میں 12 رفقاء نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز مقررہ وقت سے آدھا گھنٹہ تاخیر سے ہوا، جس کی وجہ راولپنڈی راسلام آباد میں ٹرانسپورٹ کی ہڑتال تھی۔ جناب سلیم احمد نے حاضرین کے سامنے تنظیم اسلامی کا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد مدثر رشید نے بانی محترم و امیر محترم کا تعارف نئے رفقاء کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے بانی محترم کی حیات و خدمات پر سیر حاصل گفتگو کی۔ بعد ازاں فرائض دینی کا جامع تصور پیش کیا۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں انہوں نے واضح کیا کہ بحیثیت مسلمان ہم پر دین کی طرف سے تین بنیادی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ خود اللہ کی بندے بنیں، بندہ گی کی دعوت دین، نظام بندگی کے لیے کوشاں ہوں۔ انہوں نے کہا آج ان بنیادی ذمہ داریوں سے غفلت عام ہے، جس کا نتیجہ ہے کہ بحیثیت امت اقوام عالم میں ہماری کوئی قدر و منزلت نہیں رہی۔ اس کے بعد ناظم حلقہ راجہ محمد اصغر نے جماعت اور بیعت کی اہمیت پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس کے بعد ناظم حلقہ نے ہی تنظیمی ڈھانچہ سے نئے رفقاء کو متعارف کروایا۔ بعد ازاں ڈاکٹر امتیاز احمد نے ''ایک رفیق کی ذمہ داریاں'' پر لیکچر دیا۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ نماز ظہر و ظہرانہ پر اس تعارفی نشست کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ رفقاء کی اس سعی کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین

(مرتب: محمد ندیم علوی)

تنظیم اسلامی میرپور کے زیر اہتمام ماہانہ درس قرآن

تنظیم اسلامی میرپور کے زیر اہتمام منگل 30 مارچ 2010ء کو بنگیال میرج ہال میں ''مقصد آمد مصطفیٰ ﷺ'' کے موضوع پر تنظیم اسلامی کے سینئر رفیق جناب محمد شفاء اللہ (واہ کینٹ) نے قرآن و حدیث کی روشنی میں انتہائی مؤثر خطاب کیا۔ یہ پروگرام نماز مغرب کے فوراً بعد تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا، جس کی سعادت پروفیسر عطاء الرحمٰن صدیقی نے حاصل کی۔ مقامی امیر تنظیم فیاض اختر نے حاضرین کو پروگرام میں خوش آمدید کہا اور مہمان مقرر کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے انہیں دعوت خطاب دی۔ محمد شفاء اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ نے شرک کی ظلمتوں میں گھرے ہوئے لوگوں کو معبود حقیقی کی بندگی کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ مشرکین مکہ وجود باری تعالیٰ کے منکر نہیں تھے مگر وہ اللہ تعالیٰ کو رب ماننے کو تیار نہیں تھے۔ انہوں نے کعبۃ اللہ میں اپنی مختلف حاجات کی بر آری کے لیے تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے حاضرین پر زور دیا کہ وہ اپنی زندگیوں میں غور و فکر کو نمایاں اہمیت دیں کہ یہ پیغمبرانہ وصف ہے اور حضرت محمد ﷺ غار حرا میں غور و فکر اور انسان کی اُخروی نجات کے لیے راہ عمل تلاش کرنے کی غرض سے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ رسول خدا ﷺ کے ابتدائی ساتھیوں کی عظمت و عزیمت بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے جلیل القدر ساتھیوں کی بلندی کردار اپنی مثال آپ ہے۔ انہوں نے ایک مصلح اور لیڈر کے اوصاف گنواتے ہوئے بتایا کہ جناب رسول کریم ﷺ کی ذات قائدانہ صلاحیتوں کے درجہ کمال کی حامل تھی۔ آپؐ کے اخلاق کریمانہ اور بلند ترین اخلاقی معیار کے سبب آپؐ کے جاں نثار صحابہؓ آپؐ پر پروانہ وار اپنی جانیں نچھاور کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ اسلام کے اوّلین شہداء حضرت یاسرؓ اور ان کی اہلیہ حضرت سمیہ ؓ کی المناک شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا یہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے اور پھر اس پر ڈٹ جانے کی یہ ایسی مثال ہے جس کی نظیر تاریخ انسانی کبھی پیش نہ کر سکے گی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام اور حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اسلام کے نام لیوا اپنے کردار و عمل کا جائزہ لیں اور اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے صحیح اسلامی طرز زندگی اپنائیں۔

پروگرام میں اسرہ میرپور اور جاتلاں کے رفقاء تنظیم کے علاوہ دو صد کے لگ بھگ احباب اور خواتین شریک ہوئیں۔ موسم کے مطابق شرکاء کی تواضع مشروب سے کی گئی۔ تقریب کے اختتام پر تنظیم اسلامی میرپور کے زیر اہتمام فروری، مارچ 2010ء میں منعقدہ تجوید و قراءت کورس کے شرکاء میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ پروگرام کا اختتام سابق مقامی امیر سید محمد آزاد کی دعا سے ہوا۔ (رپورٹ: اعظم گیلانی)

تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیر اہتمام شب بیداری

3 اور 4 اپریل کی درمیانی شب تنظیم اسلامی سیالکوٹ کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام کا انعقاد ہوا۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت خالد یعقوب نے حاصل کی۔ عثمان ڈار نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ عدنان احمد مغل نے ''تواضع اور انکساری'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ انسان میں برتری کی خواہش موجود ہے، لیکن دین ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم اس خواہش پر قابو پائیں اور تواضع اور فروتنی اختیار کریں۔ حدیث رسولؐ میں فروتنی اختیار کرنے والوں کو شرف و عزت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ اس کے بعد قریبی مسجد میں نماز عشاء ادا کی گئی۔ نماز کے بعد علی شاہد نے منظوم کلام ''اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے'' پیش کیا۔ جنید نذیر نے ''حزب اللہ کے اوصاف'' بیان کیے۔ انہوں نے کہا کہ حزب اللہ کا حصہ وہ لوگ ہیں جو دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے ہیں، جو اللہ پر توکل رکھتے ہیں، بے حیائی فواحش اور کبائر سے بچتے ہیں، کسی پر غصہ آجائے تو معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ اس کے بعد تمام رفقاء و احباب نے مل کر کھانا کھایا۔ محمد آصف نے کھانے کے بعد نعت پیش کی۔ حافظ نعیم نے ''التزام جماعت'' کو موضوع گفتگو بنایا۔ اس کے بعد گروپوں کی شکل میں احادیث کا مطالعہ کیا گیا۔ اسی دوران چائے پیش کی گئی۔ چائے کے وقفے کے بعد فیصل وحید نے ''شہادت علی الناس'' کے بارے میں بیان کیا۔ آخر میں عبدالقدیر بٹ نے اختتامی کلمات کہے۔ پونے بارہ بجے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: اعجاز عنصر)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

kooks if they only provide entertainment and laughs? Is the government worried that they are on to something?

Instead, why doesn't the U.S. government simply confront the evidence that is presented and answer it?

If the architects, engineers, firefighters, and scientists are merely kooks, it would be a simple matter to acknowledge their evidence and refute it. Why is it necessary to infiltrate them with police agents and to set them up?

Many Americans would reply that "their" government would never even dream of killing Americans by hijacking airliners and destroying buildings in order to advance a government agenda. But on February 3, National Intelligence Director Dennis Blair told the House Intelligence Committee that the U.S. government can assassinate its own citizens when they are overseas. No arrest, trial, or conviction of a capital crime is necessary. Just straight out murder.

Obviously, if the U.S. government can murder its citizens abroad it can murder them at home, and has done so. For example, 100 Branch Davidians were murdered in Waco, Texas, by the Clinton administration for no legitimate reason. The government just decided to use its power knowing that it could get away with it, which it did.

Americans who think "their" government is some kind of morally pure operation would do well to familiarize themselves with Operation Northwoods. Operation Northwoods was a plot drawn up by the U.S. Joint Chiefs of Staff for the CIA to commit acts of terrorism in American cities and fabricate evidence blaming Castro so that the U.S. could gain domestic and international support for regime change in Cuba. The secret plan was nixed by President John F. Kennedy and was declassified by the John F. Kennedy Assassination Records Review Board. It is available online in the National Security Archive. There are numerous online accounts available, including Wikipedia. James Bamford's book, Body of Secrets, also summarizes the plot:

"Operation Northwoods, which had the written approval of the Chairman [Gen. Lemnitzer] and every member of the Joint Chiefs of Staff, called for innocent people to be shot on American streets; for boats carrying refugees fleeing Cuba to be sunk on the high seas; for a wave of violent terrorism to be launched in Washington, D.C., Miami, and elsewhere. People would be framed for bombings they did not commit; planes would be hijacked. Using phony evidence, all of it would be blamed on Castro, thus giving Lemnitzer and his cabal the excuse, as well as the public and international backing, they needed to launch their war."

Prior to 9/11 the American neoconservatives were explicit that the wars of aggression that they intended to launch in the Middle East required "a new Pearl Harbor."

For their own good and that of the wider world, Americans need to pay attention to the growing body of experts who are telling them that the government's account of 9/11 fails their investigation. 9/11 launched the neoconservative plan for U.S. world hegemony.

As I write, the U.S. government is purchasing the agreement of foreign governments that border Russia to accept U.S. missile interceptor bases. The U.S. intends to ring Russia with U.S. missile bases from Poland through central Europe and Kosovo to Georgia, Azerbaijan and central Asia. U.S. envoy Richard Holbrooke declared on February 20 that al Qaida is moving into former central Asian constituent parts of the Soviet Union, such as Tajikistan, Kyrgyzstan, Uzbekistan, Turkmenistan, and Kazakhstan. Holbrooke is soliciting U.S. bases in these former Soviet republics under the guise of the ever-expanding "war on terror."

The U.S. has already encircled Iran with military bases. The U.S. government intends to neutralize China by seizing control over the Middle East and cutting China off from oil.

This plan assumes that Russia and China, nuclear armed states, will be intimidated by U.S. anti-missile defenses and acquiesce to U.S. hegemony and that China will lack oil for its industries and military.

The U.S. government is delusional. Russian military and political leaders have responded to the obvious threat by declaring NATO a direct threat to the security of Russia and by announcing a change in Russian war doctrine to the pre-emptive launch of nuclear weapons. The Chinese are too confident to be bullied by a washed-up American "superpower."

The morons in Washington are pushing the envelope of nuclear war. The insane drive for American hegemony threatens life on earth. The American people, by accepting the lies and deceptions of "their" government, are facilitating this outcome.

they were lied to by government officials when they conducted their investigation, or, rather, when they presided over the investigation conducted by executive director Philip Zelikow, a member of President George W. Bush's transition team and Foreign Intelligence Advisory Board and a co-author of Bush Secretary of State Condi "Mushroom Cloud" Rice.

There will always be Americans who will believe whatever the government tells them no matter how many times they know the government has lied to them. Despite expensive wars that threaten Social Security and Medicare, wars based on non-existent Iraqi weapons of mass destruction, non-existent Saddam Hussein connections to al Qaida, non-existent Afghan participation in the 9/11 attacks, and the non-existent Iranian nukes that are being hyped as the reason for the next American war of aggression in the Middle East, more than half of the U.S. population still believes the fantastic story that the government has told them about 9/11, a Muslim conspiracy that outwitted the entire Western world.

Moreover, it doesn't matter to these Americans how often the government changes its story. For example, Americans first heard of Osama bin Laden because the Bush regime pinned the 9/11 attacks on him. Over the years video after video was served up to the gullible American public of bin Laden's pronouncements. Experts dismissed the videos as fakes, but Americans remained their gullible selves. Then suddenly last year a new 9/11 "mastermind" emerged to take bin Laden's place, the captive Khalid Sheik Mohammed, the detainee waterboarded 183 times until he confessed to masterminding the 9/11 attack.

In the Middle Ages confessions extracted by torture constituted evidence, but self-incrimination has been a no-no in the U.S. legal system since our founding. But with the Bush regime and the Republican federal judges, whom we were assured would defend the U.S. Constitution, the self-incrimination of Sheik Mohammed stands today as the only evidence the U.S. government has that Muslim terrorists pulled off 9/11.

If a person considers the feats attributed to Khalid Sheik Mohammed, they are simply unbelievable. Sheik Mohammed is a more brilliant, capable superhero than V in the fantasy movie, "V for Vendetta." Sheik Mohammed outwitted all 16 U.S. intelligence agencies along with those of all U.S. allies or puppets, including Israel's Mossad. No intelligence service on earth, or all of them combined, was a match for Sheik Mohammed.

Sheik Mohammed outwitted the U.S. National Security Council, Dick Cheney, the Pentagon, the State Department, NORAD, the U.S. Air Force, and Air Traffic Control. He caused Airport Security to fail four times in one morning. He caused the state-of-the-art air defenses of the Pentagon to fail, allowing a hijacked airliner, which was off course all morning while the U.S. Air Force, for the first time in history, was unable to get aloft intercepter aircraft, to crash into the Pentagon.

Sheik Mohammed was able to perform these feats with unqualified pilots.

Sheik Mohammed, even as a waterboarded detainee, has managed to prevent the FBI from releasing the many confiscated videos that would show, according to the official story, the hijacked airliner hitting the Penagon.

How naive do you have to be to believe that any human, or for that matter Hollywood fantasy character, is this powerful and capable?

If Sheik Mohammed has these superhuman capabilities, how did the incompetent Americans catch him? This guy is a patsy tortured into confession in order to keep the American naifs believing the government's conspiracy theory.

What is going on here is that the U.S. government has to bring the 9/11 mystery to an end. The government must put on trial and convict a culprit so that it can close the case before it explodes. Anyone waterboarded 183 times would confess to anything.

The U.S. government has responded to the evidence being arrayed against its outlandish 9/11 conspiracy theory by redefining the war on terror from external to internal enemies. Homeland Security Secretary Janet Napolitano said on February 21 that American extremists are now as big a concern as international terrorists. Extremists, of course, are people who get in the way of the government's agenda, such as the 1,000 Architects and Engineers for 9/11 Truth. The group used to be 100, now it is 1,000. What if it becomes 10,000?

Cass Sunstein, an Obama regime official, has a solution for the 9/11 skeptics: Infiltrate them and provoke them into statements and actions that can be used to discredit or to arrest them. But get rid of them at all cost.

Why employ such extreme measures against alleged

Paul Craig Roberts

The Road to Armageddon

Paul Craig Roberts, a former Assistant Secretary of the US Treasury and former associate editor of the Wall Street Journal, has held numerous academic appointments. He has been reporting shocking cases of prosecutorial abuse for two decades. A new edition of his book, The Tyranny of Good Intentions, co-authored with Lawrence Stratton, a documented account of how Americans lost the protection of law, was published by Random House in March, 2008. His latest book, How The Economy Was Lost, has just been published by CounterPunch/AK Press."

The Washington Times is a newspaper that looks with favor upon the Bush/Cheney/Obama/neocon wars of aggression in the Middle East and favors making terrorists pay for 9/11. Therefore, I was surprised to learn on February 24 that the most popular story on the paper's website for the past three days was the "Inside the Beltway" report, "Explosive News," about the 31 press conferences in cities in the US and abroad on February 19 held by Architects and Engineers for 9/11 Truth, an organization of professionals which now has 1,000 members.

I was even more surprised that the news report treated the press conference seriously.How did three World Trade Center skyscrapers suddenly disintegrate into fine dust? How did massive steel beams in three skyscrapers suddenly fail as a result of short-lived, isolated, and low temperature fires? "A thousand architects and engineers want to know, and are calling on Congress to order a new investigation into the destruction of the Twin Towers and Building 7," reports the Washington Times.

The paper reports that the architects and engineers have concluded that the Federal Emergency Management Agency and the National Institute of Standards and Technology provided "insufficient, contradictory and fraudulent accounts of the circumstances of the towers' destruction" and are "calling for a grand jury investigation of NIST officials."

The newspaper reports that Richard Gage, the spokesperson for the architects and engineers said: "Government officials will be notified that "Misprision of Treason,' U.S. Code 18 (Sec. 2382) is a serious federal offense, which requires those with evidence of treason to act. The implications are enormous and may have profound impact on the forthcoming Khalid Sheik Mohammed trial."

There is now an organization, Firefighters for 9/11 Truth. At the main press conference in San Francisco, Eric Lawyer,the head of that organization, announced the firefighters' support for the architects and engineers' demands. He reported that no forensic investigation was made of the fires that are alleged to have destroyed the three buildings and that this failure constitutes a crime.

Mandated procedures were not followed, and instead of being preserved and investigated, the crime scene was destroyed. He also reported that there are more than one hundred first responders who heard and experienced explosions and that there is radio, audio and video evidence of explosions.

Also at the press conference, physicist Steven Jones presented the evidence of nano-thermite in the residue of the WTC buildings found by an international panel of scientists led by University of Copenhagen nano-chemist Professor Niels Harrit. Nano-thermite is a high-tech explosive/pyrotechnic capable of instantly melting steel girders.

Before we yell "conspiracy theory," we should be aware that the architects, engineers, firefighters, and scientists offer no theory. They provide evidence that challenges the official theory. This evidence is not going to go away.

If expressing doubts or reservations about the official story in the 9/11 Commission Report makes a person a conspiracy theory kook, then we have to include both co-chairmen of the 9/11 Commission and the Commission's legal counsel, all of whom have written books in which they clearly state that